بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا

بے شک ہم نے فتح دے دی تمہیں روشن فتح (فتح-۱)

فتحِ مبین

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم اے، پی ایچ ڈی

بین الاقوامی سلسلۂ اشاعت نمبر

۲۳

ادارۂ مسعودیہ

۲/۶، ۵-ای، ناظم آباد کراچی (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء

Designed & Processed by AL-HADI Graphics Cell: 0300-2728316

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا

بے شک ہم نے فتح دے دی تمہیں روشن فتح (فتح-۱)

فتحِ مبین

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم اے ، پی ۔ ایچ ۔ ڈی

بین الاقوامی سلسلۂ اشاعت نمبر

۲۳

ادارۂ مسعودیہ

۲/۶، ۵ - ای ، ناظم آباد کراچی (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء

Marfat.com

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیمْ
نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

فتح مبین

اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا ۝ لِّيَغۡفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا
تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعۡمَتَهٗ عَلَيۡكَ
وَيَهۡدِيَكَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِيۡمًا ۝ وَّيَنۡصُرَكَ اللّٰهُ
نَصۡرًا عَزِيۡزًا ۝ (فتح ۱ ـ ۳)

(بیشک ہم نے فتح دے دی تمہیں روشن فتح تاکہ تم پر لگائے گئے اور لگائے جانے والے الزامات کو تمہاری خاطر مٹا دیں اور پوری فرمادیں اپنی نعمت تم پر اور چلاتے رہیں تمہیں سیدھی راہ اور مدد فرمائیں تمہاری زبردست مدد)

۝

یہ آیت کریمہ ماہ ذی قعدہ ۶ ھ / ۶۲۸ ء میں اُس وقت نازل ہوئی جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم معاہدۂ حدیبیہ کے بعد مدینہ منورہ واپس ہوتے ہوئے مکہ معظمہ سے تقریباً ۲۵ میل دور ضحنان یا کُراعُ النعیم

Marfat.com

تک پہنچے......اس آیہ کریمہ میں اُس "فتح مُبین" کی بشارت دی گئی ہے جس نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر لگائے گئے اور لگائے جانیوالے اگلے پچھلے سب الزامات مٹا کر رکھ دیے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا نہیں کہ اُس کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی الزام لگائے یا اعتراض کرے...... جب بھی کسی نے اعتراض کیا یا الزام لگایا، رب کریم کی طرف سے جواب ضرور آیا[1]...... اس آیۂ کریمہ میں جس فتح کی خوشخبری سنائی گئی ہے وہ مستقبل کی فتوحات کا پیش خیمہ بن گئی، اس طرح یہ آیۂ کریمہ ۶ھ/۶۲۸ء کے بعد سے خلافتِ راشدہ تک ہونے والی تمام فتوحات پر محیط ہوگئی......اس خوشخبری نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا مسرور کیا کہ یہ خوشخبری عزیز ترین خوشخبری بن گئی۔[2]......حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مستقبل کو خود ملاحظہ فرما رہے تھے، کوئی نہیں دیکھ رہا تھا، جبھی تو اعتراض کرنے والوں نے حیرت واستعجاب کا اظہار کیا مگر سلام ہو اُس یقین کرنیوالے پر (صلی اللہ علیہ وسلم) جس نے تذبذب کی دھندلی فضاؤں میں یقین کا مکھڑا دکھایا......

زمانہ گزرتا گیا...... دیکھنے والے دیکھتے رہے...... فتح پر فتح ہوتی رہی...... سبحان اللہ...... ماشاءاللہ...... حتیٰ کہ اذاجاء نصر اللّٰہ والفتح[3] کی نوید کانوں میں گونجنے لگی۔

۱۔۔۔ قرآن کریم:۔ سورہ ضحیٰ، آیت نمبر ۳/ سورہ کوثر، آیت نمبر ۳/ سورہ قلم، آیت نمبر ۱۳/ سورہ حاقہ، آیت نمبر ۴۱، سورہ طور، آیت نمبر ۲۹

۲۔۔۔ ضیاء القرآن، ج ۴، ص ۵۳۵

۳۔۔۔ قرآن کریم، ۱۔۳/نصر/۱۱۰

Marfat.com

اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے بندوں سے نہ اقتدار مانگا نہ اختیار مانگا، اپنے لیے کچھ نہ مانگا......اللہ کے بندوں سے اللہ کی بندگی مانگی......پھر بھی وہ ظلم وستم ڈھاتے رہے کہ روح انسانیت کانپتی رہی۔ اس پر بھی بس نہیں، وطن سے بے وطن کیا، پھر بھی برسوں پیچھا کیا حملے پر حملے کیے، اللہ نے حفاظت فرمائی، اللہ نے عزت دی، اللہ نے عظمت دی، اللہ نے ہادیٔ عالم بنایا، اللہ نے مختارِ کُل بنایا......

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۱ھ نبوی/ ۶۱۰ء سے ۱۳ھ نبوی/ ۶۲۲ء تک مکہ معظّمہ میں ناگفتہ بہ حالات میں دینِ اسلام کی تبلیغ واشاعت فرماتے رہے......اس طویل عرصہ میں کبھی کسی دشمن کو برا بھلا نہ کہا، کبھی کسی پر ہاتھ نہ اٹھایا۔ وہ تو رحمتِ عالم تھے، اللہ کے بندوں پر رحمت کی برکھا بن کر آئے تھے......

قریشِ مکہ کے ارادے نہایت ہی خطرناک تھے۔ مجبور ہو کر بہت سے صحابۂ کرام حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مکہ مکرمہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ ہجرت کر گئے......پھر جب کُفارِ مکہ نے عرصۂ حیات تنگ کر دیا تو رب کریم کے حکم سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱ھ/ ۶۲۲ء میں ہجرت فرمائی۔[۱]......چند غریب ومفلس صحابہ مکہ مکرمہ میں رہ گئے۔ حضور انور

۱۔۔۔ طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۲۲۸/ خصائص الکبریٰ، ص ۴۶/ سیرت ابن کثیر، ج ۱، ص ۲۴۰

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم ۸؍ربیع الاول ۱۳ نبوی/۲۰؍ستمبر ۶۲۲ء کو مدینہ منورہ سے تھوڑی دور قبا پہنچے جہاں مسجد تعمیر کرائی۔ چار یا چودہ دن قیام فرمایا پھر جمعۃ المبارک کو مدینہ منورہ میں داخل ہوئے......

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے جو مکہ مکرمہ سے تقریباً چار سو کلومیٹر ہے......اس زمانے میں اتنا طول طویل اور کٹھن راستہ طے کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ کئی دنوں میں یہ سفر طے ہوا۔ مگر دشمن کی دشمنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی......اس نے یہاں بھی اطمینان کا سانس نہ لینے دیا اور مکہ مکرمہ سے حملہ کرنے دشمن یہاں تک پہنچا۔ قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مکہ مکرمہ میں دشمن پر ہاتھ اٹھایا۔ نہ مدینہ منورہ آکر مسلمانوں کو دشمن کے خلاف مسلح کیا...... بدخواہ سے دشمنی سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن خیرخواہ سے دشمنی سمجھ میں نہیں آتی۔ درندہ صفت انسان ہی خیرخواہ سے دشمنی کرتا ہے......کفار مکہ نے مدینہ منورہ میں مسلمانوں کو چین لینے نہ دیا۔ چنانچہ ۲ھ/۶۲۴ء میں مدینہ منورہ سے کچھ فاصلے پر غزوۂ بدر پیش آیا جس میں کفار مکہ کو شرمناک ہزیمت اٹھانی پڑی۔ پھر ۳ھ/۲۵-۶۲۴ء کو مدینہ منورہ کے باہر غزوۂ احد پیش آیا۔ ابتدأ میں مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے بہت سا جانی نقصان اٹھانا پڑا (۵ھ/۲۷-۶۲۶ء) میں مدینہ منورہ کے

Marfat.com

باہر غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب [1] پیش آیا جس میں عذابِ الٰہی کے نتیجے میں بغیر جنگ کے دشمن نے ہزیمت اٹھائی......

مسلسل جنگیں مسلسل جھڑپیں۔ مگر پھر بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نئے انداز سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ عمرہ کے لیے مکہ معظّمہ کا ارادہ فرما کر دنیا کو حیرت میں ڈال دیا...... جس شہر سے دشمن کی ایذا رسانیوں کی وجہ سے ہجرت فرمائی، جس شہر سے دشمن مسلسل پانچ برس تک مدینہ منورہ آ آ کر حملے کرتا رہا، آج اُسی شہر کی طرف سفر ہو رہا ہے، دنیا حیران ہے، یہ کیا ہو رہا ہے ، زندگی کی کسی طرف سے ضمانت نہیں، اللہ پر مکمل بھروسہ ہے...... مدینہ منورہ کے مضافات میں مسلمان دیہاتیوں کو یہ دعوت دی گئی تو وہ حیران و پریشان ہو گئے، ان کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ سب لوگ زندہ بچ کر آئیں گے یا نہیں...... کیا سب لوگ موت کے منہ میں جا رہے ہیں [2]؟......

کوئی جواب دینے والا نہیں، مگر جانے والے، محبوب کے اشارے پر زندگی سے بے نیاز ہو کر جا رہے ہیں۔ رہنے والے رہ گئے اور جانے والے چلے گئے...... پھر جب جانے والے واپس آئے تو رہ جانے والوں نے طعنے دیے کہ عمرہ کرنے گئے تھے، عمرہ کر کے کیوں نہ آئے؟ مگر یہ نہ دیکھا کہ جس

۱۔۔۔ مجمع الزوائد، ج۱۶،ص۱۳/ خصائص، ج۱،ص۵۲۶/ سیرت ابن اسحاق، ج ۲، ص ۲۱۸/ طبقات ابن سعد، ج۲، ص۴۶/ مستدرک حاکم، ج۲،ص۳۲۷/طبرانی، ج۸،ص۲۹۸

۲۔۔۔ ضیاء القرآن، ج۴،ص۵۳۵

Marfat.com

اندیشے کا اظہار کیا گیا تھا وہ سامنے نہ آیا اور حیرت انگیز طور پر وہ سب صحیح سلامت آ گئے...... اُن کو معلوم نہ تھا ایک دو برس بعد جواب ملنے والا ہے۔ پھر ایسا جواب ملا کہ رہ جانے والے ھکا بکّا رہ گئے...... سفر ابھی ختم نہ ہوا تھا۔ خواب کی تعبیر ابھی نہیں آئی تھی، آنے والی تھی، لو وہ تعبیر آ گئی، فتوحات پر فتوحات ہونے لگیں اور ''انا فتحنا لك فتحا مبينا'' کی صداؤں سے کان گونجنے لگے...... فتح و نصرت قدم چومنے لگی...... اندھیریاں چھٹنے لگیں۔ ماحول جگمگانے لگا۔ دمکنے لگا۔ چمکنے لگا۔

مدینہ منورہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال المکرّم ۶ھ/ ۶۲۸ء میں ایک خواب دیکھا[۱]...... ایک حسین خواب...... خواب یہ دیکھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے ساتھ امن و سلامتی کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، کوئی حلق کئے ہوئے، کوئی قصر کئے ہوئے بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے...... کعبۃ اللہ کی کنجی لی...... طواف کیا اور عمرہ ادا کیا...... اس خواب کی تعبیر یہ لی گئی کہ عمرہ کی تیاری کی جائے۔ چنانچہ یہ سنتے ہی انصار و مہاجرین میں خوشی کی لہر دوڑ گئی...... تیاریاں شروع ہو گئیں۔ مدینہ منورہ کے باہر جو قبائل مسلمان ہو چکے تھے اُن کو بھی اطلاع دی گئی ان میں یہ قبائل تھے۔

۱۔۔۔ محمد نعیم الدین مراد آبادی، خزائن العرفان، کراچی، ص ۷۰۶

Marfat.com

غفار...... مُزَنیہ...... جُھینہ...... اشجع...... اسلم[1]...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اُن کو دعوت دی تھی لیکن یہ ساتھ نہ ہو سکے اور مختلف عذر پیش کئے...... یہ بات بھی ادب کے خلاف تھی اس لیے سورہ فتح میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم کو لازم قرار دیا گیا ہے[2]...... قرآنِ کریم میں ان دیہاتیوں کا ذکر کیا جنہوں نے مکہ معظّمہ سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کے بعد آپ کے حضور معذرت پیش کی۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے......

''اب تم سے کہیں گے جو گنوار پیچھے رہ گئے تھے کہ ہمیں ہمارے مال اور ہمارے گھر والوں نے جانے سے مشغول رکھا۔ اب حضور ہماری مغفرت چاہیں۔ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں...... تم فرماؤ تو اللہ کے سامنے کسے تمہارا کچھ اختیار ہے۔ اگر وہ برا چاہے یا تمہاری بھلائی کا ارادہ فرمائے، بلکہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے...... بلکہ تم تو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ رسول اور مسلمان ہرگز گھروں کو واپس نہ آئیں گے اور اسی کو اپنے دلوں میں بھلا سمجھے

۱۔۔۔ مولانا نعیم الدین مراد آبادی، خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، کراچی، ص ۶۰۹

۲۔۔۔ قرآن کریم، ۹/ فتح/ ۴۸

Marfat.com

ہوئے تھے اور تم نے برا گمان کیا اور تم ہلاک ہونے
والے لوگ تھے![1]...

غالباً یہ پیچھے رہ جانے والے اس لیے عتاب کے مستحق نہ ہوئے کہ عمرہ ادا کرنا فرض نہ تھا مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرنا تو فرض تھا۔ اس فرض ناشناسی کی وجہ سے ان لوگوں کو سخت تنبیہ کی گئی۔ شاید یہ لوگ ''اسلمنا'' کی منزل سے ''آمنا'' کی منزل تک نہیں پہنچے تھے۔ اس لیے ایسی باتیں کہہ دیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گزریں ......اور معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کفار ومشرکین نے تو آپ پر پہلے ہی کافی الزامات لگائے تھے کہ آپ کاھن ہیں، آپ شاعر ہیں، آپ مجنون ہیں، آپ ساحر ہیں، آپ فسانہ گر ہیں، آپ اختلاف وانتشار پھیلا رہے ہیں، آپ جنگ کی آگ لگا رہے ہیں، آپ بھائی کو بھائی سے جدا کر رہے ہیں، آپ تجارتی راستوں کو مخدوش بنا رہے ہیں، آپ قومی انتظامات کو درہم برہم کر رہے ہیں۔ اور اب جبکہ آپ عمرہ ادا کرنے مکہ معظمہ روانہ ہو رہے تھے۔ تو منافقوں نے کہا:

''یہ لوگ موت کے منہ میں کودنے جا رہے ہیں واپس
زندہ آنا ممکن نہیں''[2]

۱۔ قرآن کریم ۱۱۔۱۲ فتح ۴۸
۲۔ [illegible]

Marfat.com

سفرِ مبارک کی تیاری مکمل ہوگئی...... چودہ سو صحابہ خدمت میں حاضر ہیں۔ جن میں مہاجرین بھی ہیں انصار بھی ہیں اور اعراب بھی، ہر ایک کے ہاتھ میں تلوار ہے جو نیام میں ہے۔ عرب کے دستور کے مطابق تلوار ساتھ رکھنا ایک عام سی بات تھی۔ اور نیام میں رکھنے سے مقصود یہ تھا کہ جانے والے کسی سے جنگ کرنے نہیں جا رہے بلکہ امن وسلامتی کے ساتھ، امن وسلامتی کیلیے جا رہے ہیں...... جب مدینہ منورہ سے سات میل دور ذوالحلیفہ میں پہنچے تو سب نے احرام باندھ لیے[1]۔ یہ بھی اس بات کی علامت تھی کہ قدسیوں کی یہ جماعت جنگ کرنے نہیں جا رہی بلکہ امن وسلامتی کا پیغام لے کر آئی ہے...... مگر قریشِ مکہ کو یہ غلط فہمی ہوگئی کہ یہ سب جنگ کرنے کے لیے آ رہے ہیں، وہ اتنے مرعوب اور مبہوت ہو گئے کہ یہ بھی نہ سوچا کہ اتنی قلیل جماعت بغیر سازوسامانِ حرب چار سو کلومیٹر کی مسافت طے کر کے جنگ کے لیے کیسے آ سکتی ہے۔ خوف و دہشت سے ان کی عقل ماؤف ہوگئی اور وہ جنگ کے لیے تیار ہو گئے...... حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ اطلاع دی گئی، فرمایا!

۱۔۔ ضیاء القرآن، ج ۴، ص ۵۳۴

Marfat.com

"افسوس! کفار مکہ کو جنگوں نے کھوکھلا کر دیا ہے لیکن پھر بھی وہ اپنی ضد سے باز نہ آئے"۔[۱]

ان الفاظ میں کیسا درد وسوز پایا جاتا ہے ... جس کے دل میں انسانیت کا درد ہو اِس درد وسوز کا وہی اندازہ لگا سکتا ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ آپ نے اس عزم وہمت کا بھی اظہار فرمایا جو اسلام کی اشاعت کے لیے آپ کے دل میں تھا۔ آپ نے فرمایا:

"بخدا! جہاد کرتا رہوں گا یہاں تک کہ اللہ مجھکو غالب کر دے یا مجھے اٹھالے"......[۲]

اس عرصہ میں قریش مکہ نے جنگ کے لیے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی..... ایک دفعہ رات کو چالیس پچاس حملہ آور مسلمانوں کے کیمپ میں گھس آئے جو گرفتار کر کے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے گئے، آپ نے معاف فرما دیا... پھر ایک روز مسلمان صبح کی نماز ادا کرنے میں مصروف تھے کہ تنعیم سے اسّی آدمیوں کے دستے نے حملہ کر دیا مگر یہ بھی گرفتار ہو کر دربار نبوی صلی اللہ علیٰ صاحبہ وسلم میں پیش ہوئے اور ان کو بھی معاف کر دیا گیا[۳] ...... یہ چھیڑ چھاڑ اس لیے تھی تاکہ کسی نہ کسی طرح

۱۔۔۔ ضیاء القرآن، ج ۴، ص ۵۲۴

۲۔۔۔ ضیاء القرآن، ج ۴، ص ۵۲۴

۳۔۔۔ خزائن العرفان، ص ۶۱۱

Marfat.com

جنگ چھڑ جاے… لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کرم سے مسلمانوں کو سکون عطا فرمایا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رحمت اور شانِ عفو وکرم دکھادی جس کا قرآن کریم میں یوں ذکر فرمایا:

اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیے اس لیے کہ ایمان والوں کے لیے نشانی ہو اور تمہیں سیدھی راہ دکھائے۔[1]

اور فرمایا

'اور وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیے۔ وادیٔ مکہ میں بعد اس کے کہ ان پر تمہیں قابو دے دیا تھا اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے''.....[2]

جب یہ مقدس قافلہ چلتے چلتے حرم شریف کی سرحد پر ''مقامِ حدیبیہ'' پہنچا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی اللہ کے حکم سے بیٹھ گئی۔ (الحمد للہ! اس فقیر کو بھی اس مقام کی زیارت نصیب ہوئی اور سارا واقعہ آنکھوں میں گھوم گیا۔ بڑا سرور حاصل ہوا)۔ اونٹنی کے بیٹھنے کے بعد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہیں خیمہ زن ہونے کا حکم دیا۔ مگر کنوئیں سوکھے ہوئے تھے اس لیے صحابہ کو کچھ تامل ہوا۔ آپ نے اپنا تیر عنایت فرمایا جو ایک سوکھے کنوئیں میں گاڑ دیا گیا، اس کا گاڑنا تھا کہ کنوئیں میں

۱۔۔۔ قرآن کریم، ۲۰/ فتح/ ۴۸

۲ قرآن کریم، ۲۴/ فتح/ ۴۸

Marfat.com

سوتے پھوٹ پڑے اور تمام صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) پانی سے سیراب ہوئے...... قریشِ مکہ کی طرف سے بدیل بن ورقہ جو قبیلہ بنی خزاعہ کا سردار تھا۔ چند ساتھیوں کے ساتھ تشریف آوری کا مقصد معلوم کرنے کے لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مقصد بتایا گیا[1]۔ بدیل مطمئن ہو گیا۔ واپس جا کر قریشِ مکہ کو مشورہ دیا کہ وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حرم شریف میں آنے دیں۔ مگر قریش مکہ بضد تھے۔ چنانچہ انہوں نے جلیس بن علقمہ کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا، اس نے بھی یہی مشورہ دیا۔ پھر عروہ بن مسعود ثقفی کو بھیجا، عروہ بھی مذاکرات سے مطمئن ہو گیا اور وہی مشورہ دیا جو دوسرے سفراء دے چکے تھے۔ نیز صحابہ کرام کی جاں نثاریوں، وارفتگیوں اور فدا کاریوں کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے کہا:[2]

(۱) بات کرتے ہیں تو سناٹا چھا جاتا ہے

(۲) کوئی شخص ان کی طرف نظر بھر کر دیکھ نہیں سکتا

(۳) وہ وضو کرتے ہیں، پانی جو گرتا ہے اس پر خلقت ٹوٹ پڑتی ہے۔[3]

۱۔۔۔ سیرۃ النبی، ج۱، ص ۴۵۰

۲۔۔۔ خزائن العرفان، ص ۷۰۶

۳۔۔۔ سیرۃ النبی، ج۱، ص ۴۵۲

Marfat.com

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ رب کریم نے یہ مبارک سفر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محبوبیت اور صحابہٗ کرام کی جاں نثاریوں اور فدا کاریوں کا عالم دکھانے کے لیے کرایا تھا۔ کفار مکہ جنہوں نے ظلم وستم، خوف ودہشت کے ماحول میں سرکار دو عالم کو دیکھا تھا جب کہ مسلمان ڈرے ڈرے، سہمے سہمے رہتے تھے۔۔۔ دل کے جذبات دل ہی دل میں رہتے تھے، کفار مکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے درپے تھے، ہجرت کے بعد بھی یہود مدینہ سے مل مل کر آپ کے خلاف سازشیں کرتے تھے، اُن کے دل میں آپ کی عظمت وشوکت کچھ بھی نہ تھی۔۔۔ مگر ہجرت کے چھ سال بعد دنیا ہی بدل چکی تھی۔ اب جو حدیبیہ میں جاں نثاروں کے جھرمٹ میں دیکھا تو حیران رہ گئے بلکہ مبہوت ہوگئے...... ایک طرف یہ کیفیت تھی کہ جاں نثاری وفدا کاری ے لیے بیقرار، جان نہ دینے کی صورت نکالی تو ناراض، دوسری طرف یہ عالم کہ طاقت وکثرت کے باوجود جھک رہے ہیں اور معاہدہ کررہے ہیں۔۔۔ مگر ڈر ڈر کے، اس لیے وہ عروہ بن مسعود کے بیان سے بھی مطمئن نہ ہوئے۔ جب کفار مکہ کی طرف سے خاموشی ہوگئی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ڈیڈ لاک ختم کرنے کے لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفار مکہ سے بات چیت کرنے کے لیے بطور سفارت بھیجا [1]۔ آپ نے پوری طرح یقین دلایا کہ ہم لوگ جنگ کرنے نہیں آئے بلکہ عمرہ کرنے آئے

۱۔۔۔ خزائن العرفان، ص ۶۱۰

Marfat.com

ب...... قریش اپنی بات پر اڑے رہے اور آپ کو زیادہ دیر تک روک لیا جس کی وجہ سے یہ خبر اڑ گئی کہ آپ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جاں نثاری کے لیے بیر کے ایک درخت کے نیچے بیعت لی، پہلے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور فرمایا:

''یہ عثمان کی طرف سے بیعت ہے''۔[۱]

جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ ہیں ورنہ آپ اُن کی طرف سے بیعت نہ فر ا تے۔ پھر تمام صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے جوق در جوق بیعت کی...... یہ جاں نثاری اور فداکاری رب کریم کو پسند آ گئی اور قرآن کریم میں سب کے لیے اپنی رضا و خوشنودی کی خوشخبری سنا دی گئی۔ مختلف آیاتِ کریمہ میں کفار مکہ کی ضد اور صحابہ کرام کی سکون و طمانیت اور یقین وایقان اور اپنی رضا و خوشنودی کا اظہار فرمایا......

کفار مکہ کی ضد کا ذکر کرتے ہوئے قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

(۱) ''وہ وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجدِ حرام سے روکا اور قربانی کے جانور رکے پڑے اپنی جگہ پہنچنے سے''......[۲]

۱۔۔۔ خزائن العرفان، ص ۶۱۰، بخاری شریف، مناقب عثمان غنی (عربی) ص ۵۲۳

۲۔۔۔ قرآن کریم، ۲۵/ فتح / ۴۸

Marfat.com

(ب) ''جبکہ کافروں نے اپنے دلوں میں اڑ رکھی وہی
زمانۂ جاہلیت کی اڑ۔ تو اللہ نے اپنا اطمینان
اپنے رسول اور ایمان والوں پر اتارا''۔[۱]

صحابہ کرام کے یقین وایقان کا ذکر کرتے ہوئے قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

(ا) ''وہی جس نے ایمان والوں کے دلوں میں
اطمینان اُتارا...... تاکہ انہیں یقین پر یقین بڑھے
اور اللہ کی مِلک ہیں لشکر آسمانوں اور زمین کے اور
اللہ علم و حکمت والا ہے''۔[۲]

(ب) ''وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے
بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے
تو جس نے عہد توڑا تو اس نے اپنے بڑے عہد کو
توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے
کیا تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب دیگا''۔[۳]

صحابہ کرام سے اپنی رضا و خوشنودی کا اظہار اس طرح فرمایا:

۱۔۔۔ قرآن کریم، ۲۶/ فتح / ۴۸

۲۔۔۔ قرآن کریم، ۲/ فتح / ۴۸

۳۔۔۔ قرآن کریم، ۱۰/ فتح / ۴۸

Marfat.com

"بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس
پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان
کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد
آنے والی فتح کا انعام دیا"۔[1]

جب کفار مکہ کو اس بیعت کی خبر ہوئی تو وہ حیران و پریشان ہوئے اور انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اپنا آخری سفیر سہیل بن عمرو کو حضرت عثمان غنی کے ساتھ بھیجا۔ کفار مکہ کو اب یقین ہو گیا تھا کہ حقیقت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے لیے نہیں عمرہ ادا کرنے کے لیے تشریف لائے ہیں اور اگر جنگ کی گئی تو کفار قریش پورے عرب میں بدنام ہو جائیں گے، کیونکہ عرب کے دستور کے مطابق بیت اللہ شریف کے متولّیوں کو یہ اختیار نہ تھا کہ وہ کسی بھی طرف سے حج یا عمرہ کے ارادے سے آنے والے کو روکیں...... یہ روکنا ان کے لیے بڑی بدنامی کا باعث ہو گا۔

ایک طرف بدنامی کا احساس دوسری طرف نہ جھکنے کا عزم و ارادہ وہ گومگو کے عالم میں تھے لیکن شاید سفیر کو اجازت دے دی تھی کہ حالات کا جائزہ لے کر صلح کر لی جائے تو اچھا ہے۔ حتی الامکان جنگ سے گریز کیا جائے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل معاہدہ طے پایا جس کو بعض مفسرین نے "فتح مبین" سے تعبیر فرمایا کیونکہ ساری فتوحات کا نقطۂ آغاز یہی معاہدۂ حدیبیہ ہے...... اس معاہدے میں یہ دفعات تھیں......

۱۔۔۔ قرآن کریم، ۱۸/ فتح / ۴۸

Marfat.com

معاہدۂ حدیبیہ

۱...... فریقین دس سال تک ایک دوسرے سے جنگ نہیں کریں گے اور کوئی فریق چھپ کر یا اعلانیہ ایسی حرکت نہ کرے گا جو امن و آشتی کو درھم برھم کردے......

۲...... اس عرصے میں اگر کوئی قریشی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر مکے سے بھاگ کر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا جائیگا تو آپ اسے واپس کریں گے لیکن اگر کوئی مسلمان اپنے دین سے مرتد ہوکر مکہ چلا جائیگا تو اہل مکہ اسے واپس نہیں کریں گے......

۳...... عرب کے بادیہ نشین قبائل آزاد ہیں۔ مسلمان اگر کفار کے ساتھ چاہیں تو دوستی کا معاہدہ کر سکتے ہیں۔

۴...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ عمرہ کئے بغیر امسال واپس چلے جائیں۔ البتہ آئندہ سال آکر وہ عمرہ ادا کرسکیں گے۔ انہیں تین دن تک مکے میں ٹھہرنے کی اجازت ہوگی۔ تلوار کے سوا ان کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہوگا اور تلوار بھی نیام میں ہوگی......

۵...... اہلِ مکہ ان تین دنوں میں مکے سے باہر چلے جائیں گے......[۱]

۱۔۔۔ سیرۃ النبی، ج۱، ص ۴۵۶

Marfat.com

یہ معاہدہ بجائے خود ایک بڑی کامیابی تھی کہ اس میں من حیث القوم مسلمانوں کو تسلیم کرلیا گیا تھا جب ہی تو معاہدہ کیا گیا۔ اس معاہدے کی دوسری شق غیر منصفانہ معلوم ہوتی تھی ...... پھر بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلیم کرلی۔ اتفاق سے تسلیم کئے جانے کے بعد کفارِ مکہ کے سفیر سہیل بن عمرو کے بیٹے ابوجندل جو مسلمان ہوچکے تھے، معاہدے کے وقت حدیبیہ پہنچنے میں کامیاب ہوگئے، مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدے پر سختی سے عمل کرتے ہوئے اُن کو مشورہ دیا کہ وہ مکہ مکرمہ واپس چلے جائیں ...... آج اس جدید دنیا میں معاہدات کی ایسی پابندی اور پاسداری دور دور نظر نہیں آتی [1] ابو بصیر بھی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آئے لیکن واپس کردئے گئے۔ واپس جاتے ہوئے دشمن کی گرفت سے نکل کر فرار ہوگئے اور بحر احمر کے قریب اس مقام پر اپنا ٹھکانہ بنالیا جہاں سے قریش کے تجارتی قافلے گزرا کرتے تھے...... مکہ مکرمہ کے مظلوم مسلمان بھی ایک، ایک کرکے اُن سے آملے۔ یہ ایک ایسی جماعت بن گئی جو قریش کے تجارتی قافلوں پر شب خون مارا کرتی تھی اور ان کو لوٹا کرتی تھی ...... مجبوراً کفار مکہ نے یہ درخواست پیش کی کہ معاہدۂ حدیبیہ سے اس شق کو خارج کردیا جائے، مسلمانوں کو واپس مدینہ منورہ بُلا لیا جائے۔[2]

۱۔۔۔ سیرۃ النبی، ج ۱، ص ۴۵۷

۲۔۔۔ سیرۃ النبی، ج ۱، ص ۴۶۰

Marfat.com

جیسا کہ عرض کیا گیا، قریش کی طرف سے معاہدے کی دوسری شق بظاہر ظالمانہ اور غیر منصفانہ معلوم ہوتی تھی اس کے باوجود تسلیم کرلی گئی۔ مگر یہ معاہدہ عمومی طور پر بعض صحابہ کرام کو اچھا نہ لگا، غالباً ایسے ہی صحابہ کرام کی ترجمانی کرتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور حمیت وغیرتِ اسلامی میں بول اٹھے، اُن کو یہ غم تھا کہ جب جاں نثاری اور فدا کاری کے لیے صحابہ کرام تیار ہیں، تو دب کر یہ معاہدہ کیوں کیا گیا؟ اور جس ارادے سے ہم سب آئے تھے وہ پورا بھی نہ ہوا ۔ بیت اللہ شریف تھوڑی دُور ہے اور ہم محروم واپس جارہے ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ لیکن وہ وہ نہیں دیکھ رہے تھے جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرما رہے تھے...... آپ کے سامنے مستقبل روشن اور تابناک تھا، آپ معاہدے سے چھننے والی روشنی کو ملاحظہ فرما رہے تھے...... بہر حال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے اپنی معروضات پیش کر ہی دیں......

۱۔ عُمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ہاں! ہیں......

۲۔ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو ہم دین میں یہ ذلت کیوں گوارہ کریں؟

Marfat.com

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) میں خدا کا پیغمبر ہوں اور خدا کے حکم کی نافرمانی نہیں کرسکتا۔ خدا میری مدد کرے گا......

۳۔ عُمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم لوگ کعبے کا طواف کریں گے؟

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) لیکن یہ تو نہیں کہا تھا کہ اسی سال کریں گے۔[1]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں معروضات پیش کر کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہی گفتگو فرمائی...... حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''وہ پیغمبر خدا ہیں جو کچھ کرتے ہیں خدا کے حکم سے کرتے ہیں''۔[2]

اللہ اکبر! آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسا یقین ہے، اس یقین نے اُن کو بلند ترین رتبے پر فائز کیا اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین صحابی ہوئے جن کو قرآن کریم نے بھی ''صاحب'' کے لقب سے یاد فرمایا[3]...... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گفتگو کے یہ لمحات

۱۔۔۔ سیرۃ النبی، ج ۱، ص ۴۵۶ بحوالہ صحیح بخاری، کتاب الشروط

۲۔۔۔ ایضاً، ص ۴۵۶

۳۔۔۔ قرآن کریم، ۴۰/توبہ/۹

Marfat.com

حضورانور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیسا صبر آزما ہوں گے، کہ وہ اپنے جن سے تائید وحمایت کی امید تھی وہ بھی سوال کرنے لگے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم نے کمالِ صبر وضبط فرمایا...... ناگواری کے باوجود کوئی ناگوار بات نہیں فرمائی...... یہ ان شیوخِ طریقت کے لیے سبق ہے جو ذرا ذرا سی بات پر اپنے مریدین سے ناراض ہوجایا کرتے ہیں بلکہ قطع تعلق بھی کرلیا کرتے ہیں، اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم کو یہ سبق کہاں سے ملتا؟...... حضورانور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر ادا میں ہمارے لیے سبق ہے...... کاش ہم ان اسباق کو دل کی آنکھوں سے پڑھیں اور اپنے سینوں سے لگائیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیاروں پر کرم فرماتے ہی تھے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ادب واحترام سے پیش آنے کی تعلیم فرماتا ہے، غالباً اسی پس منظر میں سورۂ فتح میں مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے۔

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ [۱]

اور تم میرے حبیب کی تعظیم وتوقیر کرو

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال وجواب تو کرلیے، مگر بعد میں سخت ندامت وپشیمانی ہوئی اور مختلف اعمالِ صالحہ سے اس کا تدارک فرماتے رہے...... قرآنِ کریم نے بھی اِسی سورہ فتح میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے گواہی دی۔

۱۔۔۔ قرآن کریم، ۹/ فتح/ ۴۸

Marfat.com

وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ [۱]

ترجمہ: "اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپ میں نرم دل"

ممکن ہے یہ اس طرف اشارہ ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال و جواب کا محرک آپ کے دل میں کافروں کی طرف سے شدت و غلظت تھی، اِسی لیے معاہدۂ حدیبیہ کی صورت میں کافروں پر بظاہر مہربانی گوارہ نہ فرمائی اور غیر ارادی طور پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات فرمائے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے تحمل و بردباری سے جوابات عطا فرمائے......اور آخر میں فرمایا:

"تم بہت جلد بیت اللہ کے پاس آنے والے ہو اور اس کا طواف کرنے والے ہو"...... [۲]

۱۔۔۔ قرآن کریم، ۲۹/ فتح/ ۴۸

۲۔۔۔ ضیاء القرآن، ج ۴،

نوٹ: شیخ الاسلام مولانا محمد انوار اللہ فاروقی، بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن، انوار احمدیہ میں یہ حدیث نقل فرماتے ہیں جس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمال عشق و محبت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ ادا کرنے کے لیے اجازت چاہی، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اجازت دے کر فرمایا......

"اے بھائی اپنی دعا میں ہمیں نہ بھولیو"

وہ کہتے ہیں کہ:۔

"یہ ارشاد مجھ میں اس قدر اثر کیا کہ اگر تمام روئے زمین میری ملک ہو جائے تو ان الفاظ کے مقابلے میں میرے پاس وہ کچھ چیز نہیں"......

(انوار احمدی، ص ۲۰۳)

اس میں شک نہیں محبوب کی باتوں کی حلاوت محبّ ہی جانتا ہے، دوسروں کو کیا پتا!

Marfat.com

چنانچہ وہی ہوا جو آپ نے فرمایا...... اسکی تفصیل آگے آتی ہے......

چونکہ معاہدے کی شرائط میں طے پایا تھا کہ مسلمان اس مرتبہ واپس چلے جائیں گے اس لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قربانیاں کرکے احرام کھول دئے جائیں...... جوش وجذبہ اتنا تھا کہ قربانی کے لیے کسی نے پہل نہ کی، یہاں تک کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قربانی کی اور احرام اتارنے کے لیے حلق کرایا[1]...... معاہدۂ حدیبیہ کے بعد تین روز تک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں قیام فرمایا[2]۔ پھر روانہ ہوئے......

معاہدۂ حدیبیہ سے مسلمانوں کو بظاہر جو جو فوائد حاصل ہوئے ان کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ مسلمانوں نے عملی طور پر مخالفین پر یہ ثابت کردیا کہ وہ جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے اور مکہ معظمہ کی مقدس وادی اور بیت اللہ شریف انکے لیے معظم ومحترم ہے۔ اس عمل نے مخالفین کے دلوں میں مسلمانوں کے لیے جگہ پیدا کردی۔

۲۔ اس معاہدے سے پہلی مرتبہ اسلام اور مسلمانوں کو رسمی طور پر تسلیم کرلیا گیا اور یہ بہت بڑی کامیابی تھی......

۱۔۔۔ سیرۃ النبی، ج ۱، ص ۴۵۸ بحوالہ صحیح بخاری، کتاب الشروط

۲۔۔۔ ضیاء القرآن، ج ۴، ص ۵۶۶

Marfat.com

۳۔ صلحِ حدیبیہ کے بعد مسلمان ہر جگہ آ جا سکتے تھے، ان کا جان و مال محفوظ تھا۔ دشمنوں سے بھی میل ملاپ میں کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ اس میل ملاپ نے دشمنانِ اسلام کو مسلمانوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع فراہم کیا......

۴۔ صلحِ حدیبیہ کے بعد اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے پورے جزیرۃ العرب میں راستہ کھل گیا۔

۵۔ صلحِ حدیبیہ نے یہودیوں کے سرکوبی اور فتح خیبر کی راہ ہموار کردی اور سفر حدیبیہ میں جو کچھ بھی مالی نقصان ہوا تھا اس کی تلافی کردی اور مالِ غنیمت سے سفرِ حدیبیہ میں شامل ہونے والے تمام صحابہ مالا مال ہو گئے......

۶۔ قریشِ مکہ کی صلح پر آمادگی نے (جبکہ مسلمان تعداد میں بھی قلیل تھے اور سامانِ جنگ بھی نہ تھا۔ اور دوسری طرف سارا شہرِ مکہ تھا) دشمنانِ اسلام کے دلوں میں اسلام کی ھیبت پیدا کردی۔

۷۔ کفار مکہ نے صحابہ کرام کی جاں نثاریوں کا عالم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ان کو یہ یقین ہوگیا کہ اصلِ جنگ سامانِ حرب سے نہیں بلکہ جذبۂ جہاد سے ہے جو مسلمانوں کی نَس نَس میں بھرا ہوا ہے......

۸۔ مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ کے درمیان جنگ کی حالت ختم ہوگئی۔ آنے جانے پر پابندی نہ رہی اور تبلیغِ اسلام کا راستہ

Marfat.com

کھل گیا۔قبائل در قبائل مدینہ منورہ کی طرف رخ کر رہے تھے اور اسلام قبول کر رہے تھے...... مسلمانوں کی تعداد دو برس کی قلیل مدت میں دس ہزار ہوگئی......

۹۔ امن کی وجہ سے جہاں مسلمانوں کا تسلط ہو چکا تھا وہاں اسلامی حکومت قائم کر دی گئی۔

۱۰۔ قریش کی طرف سے اطمینان ہوا تو شمالی عرب اور وسطی عرب کی مخالف قوتوں کو زیر کرنے کی طرف توجہ دی گئی...... تین ماہ بعد یہودیوں کے عام مراکز خیبر، فِدک، وادی القریٰ اور تبوک وغیرہ پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا اور وسطی عرب کے بادیہ نشین جو پہلے قریش کے حلیف تھے حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے......

۱۱۔ معاہدۂ حدیبیہ کے بعد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایران وروم، حبشہ کے سربراہوں اور دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں اور سرداروں کو متعدد خطوط لکھے اور ان کو اسلام کی دعوت دی، اس دعوتِ اسلام سے اندازہ ہوتا ہے کہ معاہدۂ حدیبیہ کے بعد کیسی خود اعتمادی کی فضا پیدا ہوگئی تھی!...... الغرض

ا۔۔۔(ا) ضیاء القرآن، ج ۴، ص ۵۲۳۔۵۳

(ب) ابوالکلام، تفسیر نمونہ، ص ۳۷

Marfat.com

معاہدۂ حدیبیہ کے بعد یہ ظاہری فوائد حاصل ہوئے۔ جہاں تک باطنی فوائد کا تعلق ہے وہ اللہ اور اسکے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں......

اوپر عرض کیا گیا کہ معاہدۂ حدیبیہ کے بعد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی پیش کی...... حلق فرمایا اور احرام اتارا۔ تمام صحابہ کرام نے بھی آپ کی پیروی میں قربانیاں دیں، حلق کرایا اور احرام کھول دئے...... پھر یہ مقدس قافلہ جو بڑے ذوق وشوق سے مدینہ منورہ سے عمرہ ادا کرنے آیا تھا، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس قافلے کی قیادت فرما رہے تھے واپس جا رہا تھا، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ حزیں کا کیا عالم ہوگا؟ اس لیے نہیں کہ خواب کی تعبیر پوری نہ ہوئی اور عمرہ ادا نہ کیا جا سکا کیونکہ وہ جو کچھ ہوا حکم ربی سے ہوا، وہ پہلے ہی آپ کے علم میں تھا دوسروں کے علم میں نہ تھا...... مگر محبت والوں کی باتوں نے دل کو غمگین کیا ہوگا...... مولیٰ تعالیٰ کو اپنے حبیبِ کریم کا حزن وملال ایک آن بھی گوارہ نہیں...... صحابہ کرام کے بے قرار دلوں کا کیا عالم ہوگا۔ وہ مہاجر وانصار مدینہ منورہ سے عمرہ ادا کرنے بیت اللہ کی زیارت کرنے کے لیے خوشی خوشی کشاں کشاں چارسو کلومیٹر کی مسافت طے کر کے آئے تھے مگر مکہ معظمہ میں ہوتے ہوئے بھی بیت اللہ شریف سے دور ہی رہے اور محروم ہی واپس لوٹ رہے تھے......

Marfat.com

از درِ دوست چہ گویم بچہ عنواں رفتم
ہمہ شوق آمدہ بُودم ہمہ حرماں رفتم

ابھی تیس یا چالیس کلومیٹر دور گئے ہوں گے کہ کمسلائی ہوئی کلیاں مسکرانے لگیں اور مرجھائے ہوئے دل کھلا اٹھے...... اچانک آیۂ کریمہ نازل ہوئی:

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًاo[1]

(بیشک ہم نے فتح دے دی تمہیں روشن فتح)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسرتوں کا عالم کچھ نہ پوچھئے...... آپ نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنھم) سے فرمایا:

''مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب اور عزیز تر ہے''[2]......

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بھی کی ہے اور تالیف قلب بھی...... حمایت بھی کی ہے اور تائید بھی...... قرآن حکیم علم و دانش اور علومِ غیبیہ کا خزانہ ہے...... حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی اسرارِ الٰہیہ کے راز دار ہیں اور کوئی راز دار نہیں...... یہ آیت کریمہ بھی

۱۔۔۔ (ا) قرآن کریم، ۱/فتح/۴۸

(ب) سیرت ابن ھشام، ج ۳، ص ۳۲۱۔۳۲۴

۲۔۔۔ ضیاء القرآن، ج ۴، ص ۵۳۵

Marfat.com

اخبارِ غیبیہ سے باخبر کر رہی ہے...... حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ان خبروں سے باخبر تھے اور وہ کچھ دیکھ رہے تھے جو دوسروں کو نظر نہیں آ رہا تھا اس لیے مسرتوں کا عالم ہی کچھ اور تھا۔ اور جو دیکھ نہیں رہے تھے صرف سن رہے تھے انہوں نے حیرت سے پوچھا؟

"کیا یہ فتح ہے کہ ہمیں خانہ خدا کی زیارت سے بھی روک دیا ہے اور ہماری قربانی میں بھی رکاوٹ ڈال دی......"[۱]

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تُو نے بہت بُری بات کہی ہے بلکہ یہ تو ہماری عظیم ترین فتح ہے...... مشرکین اس بات پر راضی ہو گئے ہیں کہ تمہیں خشونت آمیز طریقے سے ٹکر لیے بغیر اپنی سرزمین سے دور کریں اور تمہارے سامنے صلح کی پیش کش کریں اور ان تمام تکالیف اور رنج و غم کے باوجود جو تمہاری طرف سے انہوں نے اٹھائے ہیں ترک تعرض کے لیے۔ تمہاری طرف مائل ہوئے ہیں"۔[۲]

سورہ فتح میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر الزامات کا رد فرماتے ہوئے فتح پر فتح کی بشارت دی اور خواب کی سچی تعبیر کی طرف اشارہ فرمایا۔ ارشاد ہوا......

۱۔۔۔ جوامع الجوامع۔ انوار الثقلین، ج ۵، ص ۴۰۰، حدیث نمبر ۹

۲۔۔۔ ایضاً ص ۴۰۰/ ابو مکارم، تفسیر نمونہ، ص ۲۸

Marfat.com

''بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب،
بے شک تم ضرور مسجدِ حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ
چاہے، امن وامان سے اپنے سروں کے بال منڈاتے
یا ترشواتے بے خوف، تو اس نے جانا جو تمہیں معلوم نہیں
تو اس سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی''...... [1]

صلحِ حدیبیہ کے بعد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔ چونکہ حالتِ جنگ ختم ہو گئی تھی، اس لیے آپ نے مختلف بادشاہوں، رئیسوں اور سرداروں کے نام دعوتِ اسلام کے لیے خطوط ارسال فرمائے۔ مثلاً

☆...... قیصر روم کے نام
☆...... خسرو پرویز کے نام
☆...... نجاشی کے نام
☆...... عزیزِ مصر کے نام
☆...... رئیسِ یمامہ کے نام
☆...... رئیسِ غسان کے نام

چنانچہ حضرت دحیہ کلبی کو قیصرِ روم کے پاس بھیجا...... حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی کو خسرو پرویز شاہِ ایران کے پاس بھیجا...... حضرت حاطب بن

ا--- قرآن کریم ۲۸/ فتح/ ۴۸

Marfat.com

ابی بلتعہ کو عزیزِ مصر کے پاس بھیجا...... حضرت عمرو بن امیہ کو نجاشی شاہِ حبشہ کے پاس بھیجا...... حضرت سلیط بن عمرو بن عبدِ شمس کو رؤسا یمامہ کے پاس بھیجا ..... اور حضرت شجاع بن وھب الاسدی کو رئیس حدودِ شام کے پاس بھیجا اور حارث غسانی کے پاس بھیجا[1]......

صلحِ حدیبیہ کے بعد یہ عظیم الشان واقعہ پیش آیا کہ مجاہد اسلام حضرت خالد بن ولید، حضرت عمرو بن العاص اور کلیہ برادر بیت اللہ عثمان بن طلحہ مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ آ کر مشرف بہ اسلام ہوئے...... بعد میں حضرت خالد بن ولید فاتح شام ہوئے اور عمرو بن العاص فاتح مِصر[2]...... حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو سیف اللہ کا خطاب عطا فرمایا......

○

۷ ھ/۶۲۹ء ہی میں غزوۂ خیبر کا واقعہ پیش آیا۔ جس کی طرف سورۂ فتح کی مذکورہ بالا آیت نمبر ۲۷ میں پہلے ہی اشارہ فرما دیا تھا...... مدینہ منورہ سے تقریباً تین سو کلومیٹر کے فاصلے پر ایک علاقہ تھا جس کو خیبر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس کی کچھ آبادی پہاڑی پر تھی اور کچھ میدانی علاقوں میں یہودیوں نے اپنی طاقت کو اسلام کے خلاف مجتمع کیا تھا...... بڑے مضبوط قلعے اور پناہ گاہیں بنائی تھیں اس لیے اسلام کی قوت کی حفاظت کے لیے ان

۱۔۔۔ سیرۃ النبی، ج ۱، ص ۴۶۳ بحوالہ طبری، ج ۳، ص ۱۵۵۹

۲۔۔۔ سیرۃ النبی، ج ۱، ص ۴۷۳

Marfat.com

کی سرکوبی ضروری تھی...... مدینہ منورہ سے بنی قریظہ اور بنی نضیر[۱] کی جلاوطنی کے بعد یہودیوں کے غیظ وغضب میں اوراضافہ ہو گیا تھا......ان کی سرشت میں فتنہ وفساد تھا اسی وجہ سے یہ مدینہ منورہ سے نکالے گئے......صدیوں پہلے کا وہ فساد اب بھی ان کے سینوں میں موجود ہے جو برسوں سے ہم اسرائیل کی صورت میں دیکھ رہے ہیں......غزوۂ خیبر کا تعلق چونکہ صلح حدیبیہ سے تھا اس لیے جو صحابہ حدیبیہ میں شریک تھے یہ جہاد بھی اور اس جہاد میں ملنے والا مالِ غنیمت بھی حدیبیہ میں شریک صحابہ کرام کے لیے مخصوص کر دیا گیا ورنہ بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی...... مدینہ منورہ سے مضافات کے دیہاتی قبائل جو سفرِ حدیبیہ میں ساتھ نہ گئے تھے۔ کفار مکہ کے ساتھ معاہدے کے بعد جو امن وامان کی صورت پیدا ہوگئی اور امید افزا حالات ہو گئے تو ان لوگوں نے غزوۂ خیبر میں ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کی۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے حکم سے وہ روک دیے گئے اور ان کو ایک اور جنگ کی طرف دعوت دی گئی جو عہدِ صدیقی میں نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذاب کے ساتھ ہوئی......اور جس میں وحشی (جس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اور بعد میں مسلمان ہو گئے تھے) نے مسیلمہ کذاب کو قتل کیا[۲]...... یہ جنگ مرتد زبردست جنگجو قبائل کے ساتھ ہوئی جن کا تعلق بنی حنیفہ سے تھا۔ اس ساری تفصیل کا قرآن کریم میں اس طرح ذکر فرمایا:۔

۱۔۔۔ سیرۃ النبی، ج۱، ص ۴۰۸۔۴۱۲

۲۔۔۔ ضیاء القرآن، ج۴، ص ۵۴۸۔۵۴۹

Marfat.com

''اب کہیں گے پیچھے بیٹھ رہنے والے جب تم غنیمتیں لینے چلو تو ہمیں بھی اپنے پیچھے آنے دو۔ وہ چاہتے ہیں اللہ کا کلام بدل دیں۔ تم فرماؤ ہرگز ہمارے ساتھ نہ آؤ۔ اللہ نے پہلے سے یونہی فرما دیا ہے تو اب کہیں گے بلکہ تم ہم سے جلتے ہو۔ بلکہ وہ بات نہ سمجھتے تھے مگر تھوڑی۔ ان پیچھے رہ گئے ہوئے گنواروں سے فرماؤ، عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے۔ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں پھر اگر تم فرمان مانو گے اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا اور اگر پھر جاؤ گے جیسے پہلے پھر گئے تو تمہیں دردناک عذاب دیگا[1]......

چونکہ مسیلمہ کذاب کے ساتھ تقریباً چالیس یا ساٹھ ہزار مرتدین تھے اس لیے اس آیہ کریمہ کے آخر میں فرمایا: شاید مضافاتِ مدینہ کے دیہاتیوں کی جنگ سے وہ مسلمان ہو جائیں یا معاذ اللہ دیہاتی خود ان کے رنگ میں رنگ جائیں، پہلی صورت میں ثواب کی نوید سنائی اور دوسری صورت میں عذاب کی وعید......

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے باری باری مختلف قلعوں کا محاصرہ کیا لیکن آغازِ جنگ سے پہلے جو کچھ آپ نے فرمایا اس سے انسانیت کے لیے

۱۔۔۔ قرآن کریم، ۱۶/ فتح/ ۴۸

Marfat.com

آپ کے دردوسوز کا اندازہ ہوتا ہے۔آپ کی جنگ نہ مال ودولت کے لیے تھی نہ زمین کے لیے بلکہ اللہ کی رضا اور اللہ کے بندوں کی فلاح کے لیے ..... آپ کے تمام غزوات کو اسی پسِ منظر میں دیکھنا چاہیے..... آغازِ جنگ سے پہلے آپ نے یہ دعا فرمائی:

''میں اس گاؤں اور اس میں رہنے والوں کی بھلائی کی تجھ سے التجا کرتا ہوں''۔[۱]

پھر جنگ شروع ہوئی اور یکے بعد دیگرے قلعے فتح ہوتے گئے...... آخری قلعے وطیح اور سلالم کے قلعے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ہاتھوں فتح ہوئے[۲] اور مالِ غنیمت اتنا ملا، جس کا تصور بھی نہ تھا کیونکہ یہودی بڑے مالدار تھے..... قرآن کریم میں سورۂ فتح میں اس طرف یوں ارشادہ فرمایا:

''اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے بہت سی غنیمتوں کا کہ تم لوگے تو تمہیں یہ جلد عطا فرمادی''۔[۳]

خیبر کی زمین مجاہدین پر تقسیم کردی گئی...... غلے کی پیداوار دو حصوں پر تقسیم کردی جاتی..... حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقسیم

۱۔۔۔۔ ضیاء القرآن، ج ۴، ص ۵۵۳

۲۔۔۔۔ ضیاء القرآن، ج ۴، ص ۵۵۵

۳۔۔۔۔ قرآن کریم، ۲۰/ فتح/ ۴۸

Marfat.com

فرماتے۔ایک حصہ مسلمانوں کے حصے میں آتا......اس طرح خیبر کی فتح سے معیشت کی راہیں کھل گئیں......خیبر کی زمین دو برابر حصوں میں تقسیم کی گئی نصف بیت المال، مہمانی اور سفارت وغیرہ کے لیے اور نصف مجاہدین کے لیے جو غزوۂ خیبر میں شریک تھے۔تقسیم کر دی گئی......حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عام مجاہدین کی طرح ایک ہی حصہ لیا......فتحِ خیبر کے بعد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روز قیام فرمایا......

خیبر کی فتح سے اسلام کی ملکی اور سیاسی حالات کا نیا دور شروع ہوتا ہے اسلام کے حقیقی دشمن دو تھے مشرکین اور یہود......فتحِ خیبر سے دشمن کا ایک بازو ٹوٹ گیا یہ ایک بڑی کامیابی تھی۔خیبر سے واپسی پر وادیٔ ام القریٰ میں یہود نے مزاحمت کی لیکن شکست کھا کر بالآخر صلح کر لی......۷ھ/۶۲۸ء میں معاہدۂ حدیبیہ کے مطابق حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں جو صحابہ کرام شریک تھے ان کو ساتھ لے کر عمرہ ادا کیا!......معاہدے کے مطابق مکہ معظّمہ کے مرد شہر سے باہر چلے گئے......جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظّمہ میں عمرہ ادا فرما رہے تھے تو مرد اس لیے باہر چلے گئے کہ کہیں ان کے دلوں میں آپ کی صحبت اور آپ کے دیدار سے اسلام کی رغبت نہ پیدا ہو جائے......ورنہ مردوں کا شہر چھوڑ کر شہر سے باہر نکل جانا کوئی معنی نہیں رکھتا......کفار مکہ کی عورتیں اور بچے کوٹھوں پر چڑھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلکش مناظر کے نظارے کرتے رہے...... یقیناً ان کے دلوں میں اسلام کی عظمت وشوکت کا سکہ بیٹھ گیا ہوگا جو مردوں پر بھی اثر انداز ہوا ہوگا......

معاہدۂ حدیبیہ دس سال کے لیے ہوا تھا۔ لیکن خدا کو منظور نہ تھا۔ یہ معاہدہ ۸ ھ/۶۳۰ ء میں ٹوٹ گیا...... ہوا یوں کہ مسلمانوں کے حلیف قبیلہ خزاعہ کے بعض افراد کو اہل مکہ کے حلیف قبیلۂ بنو بکر نے قتل کر دیا اور حرم شریف میں اُن کا خون بہایا۔ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قبیلہ خزاعہ کے چالیس افراد فریاد لے کر پہنچے تو آپ نے قریش مکہ کے سامنے یہ تین شرطیں پیش کیں:۔

۱...... مقتولوں کا خوں بہا دیا جائے۔

۲...... قریشِ مکہ بنو بکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں۔

۳...... اعلان کر دیا جائے کہ معاہدہ ٹوٹ گیا۔[1]

چونکہ کفار مکہ غرور ونخوت میں مبتلا تھے اس لیے انہوں نے تیسری شرط کو منظور کیا اور معاہدہ ٹوٹ گیا۔ یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ معاہدہ توڑنے میں کفار مکہ نے پہل کی...... حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باقی رکھنے کی

۱ــــ طبری، ج ۳، ص ۶۲۰/ طبقات ابن سعد، جزء مغازی، ص ۱۹۷/ زرقانی، ج ۲، ص ۳۳۶

Marfat.com

پوری کوشش کی۔ اُدھر کفارِ مکہ نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں، اِدھر مسلمان بھی جہاد کے لیے تیار ہو گئے...... چنانچہ ۱۰؍ رمضان المبارک ۸ھ/ ۶۳۰ء کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار مجاہدین اِسلام کی معیّت میں مکہ معظّمہ روانہ ہوئے۔ خدا کی شان! دو برس پہلے جب آپ مدینہ منورہ سے عمرہ ادا کرنے روانہ ہوئے تو چودہ سو صحابہ کرام تھے اور اب ڈیڑھ دو سال کے بعد دس ہزار صحابۂ کرام آپ کے ہمراہ تھے...... لشکرِ اسلام کا یہ جاہ وجلال دیکھ دیکھ کر قبائلِ عرب بھی راستے میں آ کر ملتے جاتے...... حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظّمہ سے ایک منزل دور مَرّ الظہران میں پڑاؤ ڈالا۔ صحابہ کرام دور دور تک پھیل گئے۔ رات کا وقت تھا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ آگ روشن کی جائے، تمام صحابہ نے اپنے اپنے خیموں کے آگے آگ روشن کی۔ تمام وادیاں روشنی سے جگمگا اٹھیں۔ ابُوسفیان ساتھیوں کے ساتھ چوری چھپے حالات کا جائزہ لینے کے لیے نکلے۔ مگر وہ گرفتار کر لیے گئے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ان کو پہاڑی کی چوٹی پر کھڑا کیا گیا تاکہ عساکرِ اسلامیہ کا جاہ وجلال دیکھیں...... یہ جاہ وجلال دیکھ کر ان کے دل پر اسلام کی ایسی ھیبت طاری ہوئی کہ وہ مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بڑی شان وشوکت سے مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ سچا ہوا۔

''بیشک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب۔ بے

Marfat.com

شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے۔ اگر اللہ چاہے
امن وامان سے [1]

شاہانِ عالم کا یہ دستور ہے کہ جب کسی دشمن ملک میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تہہ وبالا کر کے رکھ دیتے ہیں [2]۔ دورِ جدید اگرچہ ترقی کا دور کہا جاتا ہے لیکن اس حوالے سے دورِ جاہلیت سے بدتر ہے...... دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے، ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، ہزاروں نہیں لاکھوں معصوم و بے گناہ انسان لقمۂ اجل بن رہے ہیں لیکن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظّمہ میں داخل ہو رہے ہیں تو دشمنوں سے انتقام لینے کی بجائے ارشاد فرما رہے ہیں:۔

۱۔ جو شخص ہتھیار ڈال دے گا اس کو امن دیا جائے گا......

۲۔ جو شخص ابو سفیان کے گھر پناہ لے گا اس کو امن دیا جائے گا......

۳۔ جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا اس کو امن دیا جائیگا...... [3]

اس بے مثال اور تاریخ ساز دریا دلی اور وسعتِ قلبی کے باوجود قریشِ مکہ کے ایک گروہ نے تیر برسا کر دو صحابیوں کو شہید کیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا انتقام لیا اور کفار مکہ تیرہ لاشیں چھوڑ کر بھاگ گئے...... حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حادثے کا علم ہوا تو آپ کو افسوس ہوا فرمایا...... ''قضائے الٰہی یہی تھی''......

۱۔۔۔ قرآن کریم، ۲۷،/۲۷/فتح/ ۴۸

۲۔۔۔ قرآن کریم، ۳۴،/النحل/ ۲۷

۳۔۔۔ سیرۃ النبی، ج ۱، ص ۵۱۵

Marfat.com

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام خیف میں قیام فرمایا۔ حرمِ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ آپ ایک، ایک کو لکڑی کی نوک سے ٹھوکر لگاتے جاتے اور فرماتے جاتے:۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۝ [1]

(اور فرماؤ کہ حق آیا، باطل مٹ گیا، بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا)

یہاں باطل کے مٹنے سے الزامات و اعتراضات کے مٹنے کی طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے......

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ میں داخل ہونے سے پہلے سب بت نکلوادئے اور تصویریں مٹادیں یا مٹوادیں۔ پھر اندر داخل ہوئے...... نماز کا وقت آیا۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر پہلی بار اذان دی...... دشمنوں کے دل دہل گئے...... حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی...... فتح مکہ کے بعد آپ نے تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا......

لاالٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ صدق وعدہٗ و نَصَرَ عَبدہٗ و ھَزَمَ الاحزابَ وَحدَہٗ......

۱۔۔۔ قرآن کریم، ۸۱/ اسراء/ ۱۷، مجمع الزوائد، ج ۶ ص ۱۷۶/ خصائص، ج ۲، ص ۸۱/ فتح الباری، ج ۹ ص ۷۷

Marfat.com

''ایک اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اس کا کوئی شریک نہیں۔اس نے اپنا وعدہ سچا کیا۔اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور تمام جتھوں کو تنہا توڑ دیا''۔[۱]

اس خطبے میں سورۂ فتح کی اِن آیات کی طرف اشارے ہیں:۔

۱......بیشک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرما دی[۲]

(صحابۂ کرام فرماتے ہیں کہ فتح مبین سے مراد صلح حدیبیہ ہے)

۲......اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا[۳]

۳......اور ایک اور فتح جو تمہارے بس کی نہ تھی[۴]

۴......تو اس سے پہلے ایک آنے والی فتح رکھی[۵]

اس مبارک خطبے میں جو نکات آپ نے بیان فرمائے وہ تاریخ ساز اور یادگار ہیں۔آپ نے فرمایا:۔

۱......تمام مفاخر، انتقامات، خوں بہا سب میرے قدموں کے نیچے ہیں۔

۲......جاہلیت کا غرور، نسب پر فخر خدا نے مٹا دیا۔

۳......خدا کے نزدیک سب سے شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

۴......خدا نے شراب کی خرید و فروخت حرام کر دی[۶]......

۱۔۔۔ سیرۃ النبی، ج ۱، ص ۵۱۷

۲۔۵۔۔۔ قرآن کریم ۱۔۱۸۔۲۱۔۲۷/ فتح / ۴۸

۶۔۔۔ سیرۃ النبی، ج ۱، ص، ۵۱۷

Marfat.com

خطبہ ارشاد کرنے کے بعد قریش کے سرداروں پر نظر ڈالی اور فرمایا:

''تم کو معلوم ہے آج تم سے کیا معاملہ کرنیوالا ہوں''

سب نے یک زبان ہو کر کہا:

''آپ شریف بھائی ہیں اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں''۔

آپ کی نجابت وشوکت پر یہ دشمن کی گواہی ہے...... یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

''تم پر کچھ الزام نہیں، جاؤ...... تم سب آزاد ہو''...... [۱]

اس طرح آپ نے دشمن کے دلوں کو بھی فتح کرلیا۔ یہ وہی الفاظ ہیں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے اس وقت فرمائے [۲] جب ان کے ظلم وستم کی داستان ختم ہو چکی تھی لیکن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند بھائیوں کو نہیں سارے اہل مکہ کو معاف فرما کر ایک ایسی مثال قائم کردی جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی...... ایک اور بات جو نہایت اہم اور قابل توجہ ہے، مسلمانوں کے مکہ مکرمہ سے جانے کے بعد کفار مکہ نے ان کے مکانوں پر قبضہ کرلیا تھا۔ اب جب دس برس بعد مسلمان شہرِ مکہ میں داخل ہوئے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کو حکم دیا۔ ''اپنی مملوکات سے دست بردار ہو جائیں'' [۳] یعنی جو زمین اور مکان اور مال و دولت وہ

۱۔۔۔ سیرۃ النبی، ج۱، ص ۵۱۹۔۵۲۰

۲۔۔۔ قرآن کریم، ۹۲/ یوسف/۱۲

۳۔۔۔ سیرۃ النبی، ج۱، ص ۵۲۰

Marfat.com

چھوڑ کر گئے تھے اور جس پر دشمن نے قبضہ کرلیا تھا اس پر کسی قسم کا دعویٰ نہ کریں، بلکہ ان کے قبضے میں رہنے دیں...... عفوو درگزر اور دریا دلی کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہوگی...... آج تمام قائدین لینے کی بات کرتے ہیں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم دینے کی بات کی، نظام مصطفیٰ اور دوسرے نظاموں میں یہی فرق ہے کہ یہ دینے کی بات کرتا ہے اور وہ لینے کی بات کرتے ہیں...... حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ صفا میں تشریف فرما ہوئے اور مرد و عورت آ آ کر مسلمان ہوتے رہے...... اللہ اکبر! آپ نے دشمنان اسلام کی دلداری فرمائی اور ان کو اپنا بنایا...... حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ روز مکہ معظّمہ میں قیام فرمایا۔[1] پھر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس خدمت پر مامور فرمایا کہ لوگوں کو اسلامی احکام سکھائیں اور خود مدینہ منورہ روانہ ہو گئے......

اس ''فتح مبین'' کو کھلی آنکھوں سب نے دیکھ لیا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے رحیمانہ اور کریمانہ ارشادات کو کھلے کانوں سب نے سن لیا، ماضی میں آپ پر جو جو الزامات لگائے گئے تھے اور جو جو اعتراضات کئے گئے تھے وہ ایک ایک کرکے مٹتے چلے گئے، اللہ نے اپنے محبوب پر نعمتیں تمام کر دیں اور زبردست مدد فرمائی کہ دنیا دیکھتی رہ گئی۔

۱ــــ سیرۃ النبی، ج ۱، ص ۴۸۴

Marfat.com

فتحِ مکہ کے بعد ۹ھ نومبر ۶۲۵ء میں غزوۂ تبوک پیش آیا۱...... تبوک دمشق اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے۔ یہ خبر مشہور ہوگئی کہ رومی وعیسائی، مسلمانوں کے خلاف فوج کشی کے لیے شام میں جمع ہو رہے ہیں۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سخت گرمی اور قحط کے عالم میں تیس ہزار فوج اور دس ہزار گھوڑوں کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے...... تبوک پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر صحیح نہ تھی۔ یہاں آپ نے بیس دن قیام فرمایا...... قرب وجوار کے عرب عیسائی آ آ کر مسلمان ہوتے گئے۔ جو مسلمان نہ ہوئے وہ جزیہ دینے پر راضی ہوگئے...... واپسی پر اہلِ مدینہ نے آپ کا شاندار استقبال کیا کہ کئی دنوں کے بعد واپسی ہوئی تھی۔

○

ذی قعدہ/ ذی الحجہ ۹ھ/ ۶۳۱ء میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو صحابہ کا قافلہ مدینہ منورہ سے حج بیت اللہ شریف کے لیے روانہ فرمایا۔ جس کے قافلہ سالار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے...... قربانی کے لیے بیس اونٹ بھی ساتھ تھے...... حج کے بعد اعلان کر دیا گیا۔ اب کوئی مشرک کعبے میں داخل نہ ہو سکے گا...... ۲

۱۔۔۔ سیرت ابن ہشام، ج ۲، ص ۵۱۸/ صحیح مسلم، ج ۷، ص ۶۰/ مسند احمد، ج ۵، ص ۲۳۸/ مسلم کتاب الفضائل، ج ۲، ص ۶۱/ اصابہ، ج ۲، ص ۴۶۶/ ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۸۸۵۲

۲۔۔۔ سیرۃ النبی، ج ۱، ص ۵۷۱

Marfat.com

اللہ اکبر! ۶ ہ/۶۲۸ء میں کفار مکہ کا کیا زور شور اور طنطنہ تھا پھر وہ سارا زور شور ۸ ہ/۶۳۰ء میں فتح مکہ کے بعد ٹوٹ کر رہ گیا۔ پھر جو کچھ بھی رہ گیا تھا وہ اب اس اعلان کے بعد دفن ہو گیا۔

اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا ۝ [1]

اور شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے جائیں۔

الزام لگانے والوں نے الزام لگائے، رب کریم نے کیسا جواب دیا کہ الزام لگانے والے دنگ رہ گئے اور نادم و شرمسار ہوئے......
فتح و نصرت کا یہ سلسلہ ختم نہ ہوا بلکہ ایسا شروع ہوا جس نے سارے عالم کو اپنے دامن میں لے لیا......

ذی الحجہ ۱۰ ہ/فروری ۶۳۲ء میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجِ بیت اللہ شریف فرمایا......۴/ذی الحجہ کو مکہ میں داخل ہوئے، ۸/ذی الحجہ کو منیٰ میں قیام فرمایا۔ اور ۹/ذی الحجہ کو عرفات میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

(۱)......لوگو! بیشک تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے، ہاں عربی کو عجمی پر عجمی کو عربی پر......سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب [2]

۱۔۔۔ قرآن کریم، ۱/ فتح/ ۴۸

۲۔۔۔ سیرۃ النبی، ج۲، ص ۱۵۵، بحوالہ مسند احمد

Marfat.com

(۲)...... ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان، مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔[۱]

(۳)...... تمہارے غلام! تمہارے غلام! جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ، جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ[۲]

(۴)...... جاہلیت کے تمام خون (انتقامی خون) باطل کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا خون ربیع بن الحارث کے بیٹے کا خون باطل کرتا ہوں[۳]

(۵)...... جاہلیت کے تمام سود باطل کر دیئے گئے اور سب سے پہلے اپنے خاندان کا سود جو عباس بن عبدالمطلب کا ہے باطل کرتا ہوں[۴]

(۶)...... تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔[۵]

(۷)...... تمہارا خون اور تمہارا مال قیامت تک اس طرح حرام ہے جس طرح یہ دن اس مہینہ میں، اس شہر میں حرام ہے۔[۶]

۱ــــ سیرۃ النبی، ج ۲، ص ۱۰۶ بحوالہ/ مستدرک حاکم ج ۱، ص ۹۳/ طبری وابن اسحاق

۲ــــ سیرۃ النبی، ج ۲، ص ۱۵۶/ بحوالہ ابن سعد

۳ــــ سیرۃ النبی، ج ۲، ص ۱۵۶ بحوالہ ابوداؤد بروایت جابر

۴ــــ سیرۃ النبی، ج ۲، ص ۱۵۷ بحوالہ صحیح مسلم وابوداؤد

۵ــــ سیرۃ النبی، ج ۲، بحوالہ طبری وابن ہشام

۶ــــ سیرۃ النبی، ج ۲، ص ۱۵۷ بحوالہ صحیح بخاری، مسلم، ابوداؤد

Marfat.com

(۸)...... میں تم میں ایک چیز چھوڑتا ہوں اگر تم نے اس کو مضبوط پکڑ لیا تو گمراہ نہ ہوگے، وہ چیز کیا ہے، کتاب اللہ۔[1]

(۹)...... خدا نے ہر حق دار کو (بطور وراثت) اس کا حق دے دیا، اب کسی کو وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں۔[2]

(۱۰)...... قرض ادا کیا جائے، عاریت لوٹائی جائے، عطیہ لوٹایا جائے، ضامن تاوان کا ذمہ دار ہے۔[3]

سنہ ۱۱ھ/۶۳۲ء میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہوئے اسی علالت کے دوران شہدائے بدر کی قبور پر اپنا دیدار کرانے تشریف لے گئے وہاں جو خطبہ ارشاد فرمایا اس کے آخری الفاظ قابل توجہ ہیں، فرمایا:۔

> اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دنیا میں مبتلا نہ ہو جاؤ اور اس کے لیے آپس میں کشت و خون نہ کرو تو پھر اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح تم سے پہلی قومیں ہلاک ہوئیں۔[4]

۱۔۔۔ سیرۃ النبی، ج ۲، ص ۱۵۸ بحوالہ صحاح

نوٹ ''کتاب اللہ'' ہی سے حدیث وفقہ کی تائید ہوتی ہے (۷/حشر/۵۹۔۴۴/نحل/۱۶)

اس لیئے کتاب اللہ کے ذکر میں حدیث وفقہ اور متعلقات حدیث وفقہ سب شامل ہیں۔ مسعود

۲۔۔۔ سیرۃ النبی، ج ۲، ص ۱۵۸

۳۔۔۔ سیرۃ النبی، ج ۲، ص ۱۵۹

۴۔۔۔ سیرۃ النبی، ج ۲، ص ۱۷۱/صحیح بخاری کتاب الجنائز/صحیح مسلم

Marfat.com

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول ۱۱ھ/۶۳۲ء میں پردہ فرمایا...... فتوحات کا سلسلہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی جاری رہا اور الزام لگانے والوں کو جواب ملتا رہا...... سورۃ فتح میں اس آیۂ کریمہ میں مستقبل میں آنے والی فتوحات کی طرف اشارہ فرمایا گیا...... فرمایا:

وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ط[1]

(اور ایک اور فتح) جو تمہارے بس کی نہ تھی، وہ اللہ کے قبضے میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے)

چنانچہ مغرب میں شام فلسطین مصر، شمال میں افریقہ اور اسپین، اور مشرق میں عراق، ایران افغانستان برصغیر کے ممالک...... ملت اسلامیہ کی پے در پے فتوحات نے الزام لگانے والوں کو شرمسار کیا۔ وہ دل ہی دل میں کہتے تھے ہم کیا سمجھتے تھے اور کیا سے کیا ہو گیا؟ بے شک نعمت پوری کرنیوالے نے اپنی نعمت پوری کر دی اور اپنا وعدہ سچ کر دکھایا......

اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دیں[2]

ہمارا اصل موضوع تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف الزامات واعتراضات کے جواب میں رب کریم کی طرف سے اُن فتوحات کا اجمالاً ذکر کرنا تھا جنہوں نے سارے الزامات واعتراضات بالکل مٹا کر رکھ دئے......

۱ـــ قرآن کریم، ۲۱/ فتح / ۴۸

۲ـــ قرآن کریم ،۲/ فتح / ۴۸

Marfat.com

لیکن ان فتوحات کے مقاصد اور طریقہ کار کی وضاحت ضروری ہے کیوں کہ اس حوالے سے بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر الزامات لگتے رہتے ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ نہ مال و دولت کے لیے تھی نہ زمینوں کے لیے، نہ جانوں کے خلاف تھی، نہ جسموں کے خلاف...... شاہانِ عصر نے آپ کی جنگ کو بھی اپنی جنگوں پر قیاس کیا...... جو کبھی زمین کے لیے ہوتی ہے کبھی مال و دولت کے لیے...... کبھی جانوں کے خلاف اور کبھی جسموں کے خلاف...... مسلم اور غیر مسلم مؤرخوں نے غزوات کا نقشہ کچھ اس انداز سے کھینچا گویا یہ جنگ کسی کی جان لینے کے لیے تھی، کسی کا مال لینے کے لیے تھی، کسی کی زمین لینے کے لیے تھی، ہرگز نہیں، ہرگز نہیں...... قابل توجہ بات یہ ہے کہ غنیمت میں مال یا زمین جو کچھ بھی ملا وہیں کے رہنے والے قبائل پر تقسیم کیا یہ الگ بات ہے کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے مگر دورِ جدید کی طرح لوٹ کر کسی ملک کا مال اپنے ملک میں نہیں لے گئے...... اگر آپ مال و دولت چاہتے تو آپ اپنی دنیا کو اپنے گھر سے نہ نکالتے اور آپ کے آگے مال و دولت کے ڈھیر لگ جاتے...... آپ کا مقصد صرف اور صرف اللہ کے بندوں کو اللہ کے آگے جھکانا تھا...... جو جھک گیا سرفراز ہوا...... حالتِ جنگ میں بھی آپ کے دل میں جو اخلاص تھا اب وہ حالتِ امن میں بھی نظر نہیں آتا۔

دورِ جدید میں ایک بڑی طاقت نے بزورِ شمشیر دنیا سے یہ حق لیا ہے کہ جس کو چاہوں جب چاہوں سیدھا کر دوں...... شاید جان کے خوف سے دنیا نے

Marfat.com

طوعاً و کرھاً یہ اصول تسلیم کیا...... بے شک یہ حق اس کو ملنا چاہئے جو دنیا اور دنیا والوں کو سنوارنے کا عزم رکھتا ہو اور اللہ کے بندوں پر مخلص و مہربان ہو لیکن جس کے بگاڑ کو سنوارنے میں ہزاروں بگاڑ ہوں وہ کیا سنوار سکتا ہے؟...... سنوارنا تو یہ ہے کہ بگڑے ہوئے سنور جائیں اور کوئی بگاڑ پیدا نہ ہو...... اللہ اکبر! آٹھ نو برس کے غزوات میں دونوں جانب سے کم و بیش ایک ہزار جانیں کام آئیں...... کتنا کم خون بہا اور کتنا عظیم انقلاب آیا!...... ایک طرف دورِ جدید کا سنوارنے والا تو دورِ قدیم کے سفاک جنگجوؤں سے کم نہیں، دوسری طرف جب ہم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے ہیں تو آپ ہمیشہ امن و سلامتی کا پیغام لیے ہوئے دشمن پر مہربان نظر آتے ہیں...... مکہ مکرمہ میں...... بازارِ طائف میں...... مدینہ منورہ ہجرت کے وقت...... شہر مدینہ منورہ میں...... سفر حدیبیہ میں...... معاہدۂ حدیبیہ میں...... خیبر میں...... تبوک میں...... پھر شہرِ مکہ میں...... وغیرہ وغیرہ...... جہاں دیکھئے، کرم ہی کرم ہے!

آپ کی پاک سیرت میں ہر مقام پر "وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ط"[1] کے نظارے نظر آتے ہیں...... ذرا سوچیں تو سہی...... جس نے دنیا کو اپنے گھر سے نکال دیا ہو اس کو مال کی چاہت ہوگی......؟ جس نے اپنے ہاتھ سے ایک جان ہلاک نہ کی ہو اس کو کسی کی جان لینے کی چاہت ہوگی؟...... چاہت تو صرف یہ تھی کہ اللہ کے بندے اللہ کی بندگی کریں اور اللہ

۱ــــ قرآن کریم، ۱۰۷/انبیاء/۲۱

Marfat.com

کے بندوں پر مہربان رہیں...... آج دنیا کا ہر غریب و ناتواں انسان حسرت سے ایک ایک کا منہ تکتا ہے اور مہربان و دلدار نہیں پاتا...... سلام ہو اس حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جس نے سارے عالم کی دلداری فرمائی...... جس نے انسان کو انسان کا بھائی بنایا...... جس نے مسلمان کو مسلمان کا بھائی بنایا...... جس نے اخوت و بھائی چارگی کی ایسی عالمی فضا قائم کی...... جو کبھی نہ دیکھی گئی......! صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وازواجہ وصحبہ وسلم۔

۲۷/ ذی القعدہ ۱۴۲۶ھ
۲۹/ دسمبر ۲۰۰۵ء

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان

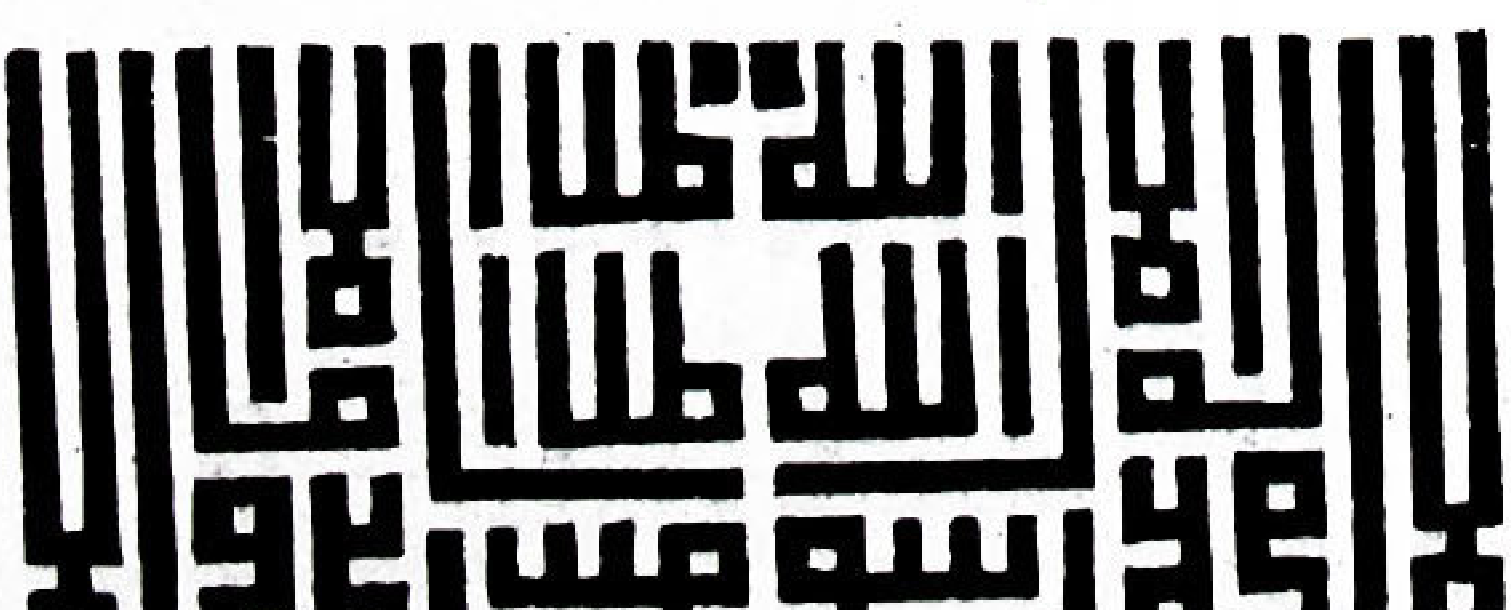

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (فتح - ۲)

(تاکہ تم پر لگائے گئے اور لگائے جانے والے الزامات کو تمہاری خاطر مٹادیں)

استدراک

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔اے؛ پی۔ایچ۔ڈی

ادارۂ مسعودیہ، ۲/۶، ۵۔ای، ناظم آباد، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء

Marfat.com

سورہ فتح کی دوسری آیت میں ایک لفظ ''ذنب'' ہے..... جس کے مختلف معانی ہیں..... بعض اوقات ایک لفظ کے کئی معانی ہوتے ہیں۔ ترجمہ کرنے والے یا معنی کا مفہوم متعین کرنے والے کو سیاق وسباق اور موقع محل کے لحاظ سے معنی کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔ اسی سے اس کی دانائی و دُور اندیشی اور علم و فضل کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے..... قرآنِ کریم کی آیات کے معانی کے انتخاب میں کبھی کبھی نہ صرف سیاق وسباق بلکہ پورے قرآنِ کریم کو سامنے رکھنا ہوتا ہے تاکہ مفہوم کے تعین کرنے اور ترجمے میں کسی دوسری آیت کی تغلیط نہ ہوتی ہو اور مختلف آیات میں تضاد کی صورت نہ پیدا ہو جس کے لیے تاویلات کا سہارا لینا پڑے..... ''ذنب'' کے معنی کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے۔ اس کے ایک نہیں کئی معانی ہیں۔ معروف معنی[1] کے علاوہ ایک معنی ''الزام'' بھی لیے گئے ہیں..... مفتی شریف الحق امجدی نے ''اِن اللہ قدغفرلکَ'' کی تشریح وتفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

''ذنب'' کے معنی ''گناہ'' کے بھی ہیں اور ''الزام'' کے بھی۔
قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قول موجود ہے
''لَهُمْ عَلَیَّ ذَنبٌ فَاَخَافُ اَنّ یقْتُلُونَ

۱۔ گناہ، جرم Offence, Fault, Sin, Crime Guilt الفرائد الدریہ، دارالمشرف، بیروت، ۱۹۴۷ء، ضمیمہ ص ۱۸۴

Marfat.com

(۱۴/الشعراء/۲۶) ان کا مجھ پر ''الزام'' ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں قتل نہ کر دیں۔ ''غفر'' کے معنی چھپانے کے ہیں۔ عباب میں ہے۔ اَلغفر تغطیۃٌ اوراس کے معنی مٹانے کے بھی ہیں اب قد غفر اللّٰہ کا مطلب یہ ہوا کہ آپ پر جتنے بھی الزامات لگے یا لگائے جائیں گے سب کو اللہ تعالیٰ نے مٹا دیا۔ ماضی کے الزامات کا مٹایا جانا ظاہر ہے اور آئندہ کے الزاموں پر ماضی کا اطلاق اس لیے ہے کہ ان کا مٹایا جانا یقینی ہے۔ (نزھۃ القاری، بذیل حدیث نمبر ۲۱)

بعض دوسرے مفسرین نے بھی یہ معنی لیے ہیں۔ مثلاً صاحبِ تفسیر ضیاء القرآن وغیرہ (جلد ۴، لاہور، ۱۳۹۹، ص ۵۳۱۔۵۳۴) اصل میں بعض کتب لغات میں معروف معنی کے علاوہ ''ذنب'' کے اور معانی بھی آئے ہیں۔ مفتی نظام الدین (دار العلوم اشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ، انڈیا) نے ایک استفتاء کے جواب میں اپنے محققانہ فتوے میں عربی لغات کے حوالے سے ''ذنب'' کے کئی معانی لکھے ہیں جو ان علماء کے لیے مفید ہوں گے جو ''ذنب'' کو معروف معنی میں ہی محصور خیال فرماتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

۱..... پیچھے لگنا، دم، ہر چیز کا پچھلا حصہ (المعجم الوسیط، ص ۳۱۶)

۲ پشت، چکتی کا گوشت، لمبی دُم، سب سے پیچھے چلنے والا اونٹ

[illegible] المحیط، ج۱ [illegible] لسان العرب [illegible]

Marfat.com

۳..... عمامہ، شملہ

(لسان العرب، ج ا، ص ۳۹۰)

۴..... ہر وہ کام جس کا انجام بُرا ہو۔

(المفردات فی غریب القرآن، ص ۱۸۱)

۵..... کوئی بھی اثر جو شئے پر مرتب ہو

(المجمع الوسیط، ص ۸۱)

۶..... پُونچھ، دُم، آسمان کی ایک شکل کا نام جس کے ایک طرف کو ''راس'' دوسری طرف کو ''ذنب'' کہتے ہیں، دُم دار ستارہ۔

(فیروز اللغات، حصہ اول مطبوعہ لاہور، ص ۴۹۰)

۷..... شملہ، دُم

(الفرائد الدُّ ریہ، دار المشرق بیروت ۱۹۷۰ء ص ۱۸۴)

ڈاکٹر صداقت اللہ خاں صاحب نے بدایوں سے تاج العروس من جواھر القاموس (مطبوعہ مصر ۱۳۰۶ھ ص ۳۵۴ سے ۳۵۶) کے صفحات کے عکس بھیجے ہیں جس میں ذنب کے مختلف معانی پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے مثلاً دم. پیچھے آنے والا، قبر، پستی، جرم، معصیت، الشئی الدنی، الخسیس الرذل، ڈول وغیرہ مختلف معانی لکھے ہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ بصورت استدلال واستشہاد عرب شعراء کے اشعار اس تفصیل سے پیش کئے گئے ہیں کہ اگر لکھے جائیں تو ایک رسالہ بن جائے۔

مندرجہ ذیل کتب لغات میں بھی معروف معنی کے علاوہ دوسرے معنی لکھے ہیں:۔

Marfat.com

۱......لوئیس معلوف

(المنجد ص ۲۳۸ بیروت)

۲......محمد حسن اعظمی

(المعجم الاعظم، ج ۲، ص ۱۰۳۰)

۳......وحید الزماں

(لغات الحدیث، ج ۲، ص ۳۰، کراچی)

۴......قاضی زین العابدین،

(قاموس القرآن، ص ۲۴۰، کراچی)

۵......عبدالرشید نعمانی

(لغات القرآن، ج ۳۔۴، ص ۳۵۔لاہور)

۶......عبدالحفیظ بلیاوی

(مصباح اللغات، ص ۲۴۳، دھلی)

۷......جبران مسعود

(الرائد، ج ۱، ص ۶۹۹، بیروت)

۸...... الدکتور محمد حسین ہیکل

(معجم الفاظ القرآن الکریم، ج ۱، ص ۴۲۸، طہران)

۹...... شیخ محمد طاہر

(مجمع بحار الانوار، ج ۱، ص ۴۴۶، لکھنؤ)

۱۰...... محمد غیاث الدین

(غیاث اللغات، ص ۲۲۵)

۱۱...... عبدالرشید

(منتخب اللغات، ص ۱۷۷)

Marfat.com

۱۲..... مصطفیٰ خاں

(نفائس اللغات، ص ۳۸۷، مطبعِ مصطفائی)

۱۳..... خلیل الرحمان نعمانی

(المعجم، ص ۵۶۰، کراچی)

چوں کہ ''ذنب'' کے معروف معنی کے علاوہ دوسرے معنی بھی ہیں جو ''الزام'' سے مناسبت رکھتے ہیں، غالبًا انہی کو سامنے رکھتے ہوئے ''ذنب'' کے معنی ''الزام'' کئے گئے ہیں، بلکہ محسوس یہ ہوتا ہے کہ اصل معنی یہی ہوں گے۔ بعد میں ممارست کی وجہ سے اصل معنی کے علاوہ معروف معنی مراد لیے جانے لگے۔ فقیر نے آیت فتح کی تفسیر وتشریح میں جو کچھ لکھا وہ اسی معنی کو سامنے رکھ کر لکھا ہے۔ چونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتوقیر، آیت کے سیاق وسباق اور موقع محل کا یہی تقاضا تھا......

بعض مترجمین اور مفسرین قرآن نے ''ذنب'' کے معروف معنی لیے ہیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو نسبت دی ہے...... یہ معروف معنی ان لغات میں بھی ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں...... مندرج ذیل کتابوں میں (بغیر تاویل اور بتاویل) ذنب کی نسبت سرکار سے کی گئی ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

۱..... قاضی عیاض، کتاب الشفا، ج ۲، ص ۱۳۸

۲ تفسیر ابنِ کثیر، ج ۴، ص ۲۹۷

۳ زرقانی، ج ۵، ص ۲۷۹

قتل المجد، ج ۳، ص ۱۴۹۳

Marfat.com

۵......مدارج النبوۃ، ج ۱۔ص ۱۱۳۔۱۲۵

۶......اشعت اللمعات، ج ۱،ص ۵۵۷، ج ۴،ص ۴۰۸

۷......تفسیر روح المعانی، ج ۹،ص ۵۰، ۸۶

۸......تفسیر ابو سعود، ج ۷،ص ۴۳

۹......تفسیر ابنِ کثیر، ج ۴۔ص ۲۹۶

۱۰......تفسیرِ مظہری، ج ۹،ص ۴

۱۱......تفسیر صاوی، ج ۴،ص ۹۵

۱۲......تفسیر کبیر، ج ۷،ص ۵۴۷

۱۳......مکتوباتِ امام ربانی، ج ۱، مکتوب، ۳۰۲

۱۴......عبدالرحمٰن جامی، شواہد النبوۃ، رکن رابع ،ص ۵۱

۱۵......شاہ ولی اللہ، ترجمہ قرآن فارسی ،ص ۶۷۸

۱۶......شاہ عبدالقادر، ترجمہ قرآن، مطبوعہ کراچی ،ص ۸۴۵

۱۷......فضل حق خیر آبادی، تحقیق الفتویٰ ،ص ۳۲۰۔۳۲۱

۱۸......مولانا محمد نقی علی خاں، سرور القلوب ،ص ۲۳۲

۱۹......جواہر البحار، ج ۳،ص ۱۴۹۴

جن علماء ومفسرین نے ''ذنب'' کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت دی ہے (اگرچہ بہت سے حضرات نے تاویلات فرمائی ہیں) بظاہر اس کی تین وجوہ معلوم ہوتی ہیں۔

۱......اسکی ایک وجہ تو یہ ہے ''ذنب'' کو معروف معنی میں محصور سمجھا گیا۔ اس کے علاوہ ظاہری ترکیب کا تقاضا بھی یہی تھا۔

Marfat.com

۲......دوسری وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ عقائدِ نسفی میں انبیاء علیہم اسلام کے لیے صغائر کے امکان کا ذکر ہے (ص۱۳۶) اس کے لیے تاویلات کرلی گئیں۔ لیکن مندرجہ ذیل کتابوں میں اس کی نفی کی گئی ہے اور اس میں شک نہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام صغیرہ، کبیرہ گناہوں سے معصوم ہیں:۔

۱۔ شیخ ابوشکور سالمی، التمہید، ص ۶۸

۲۔ ملا علی قاری، شرحِ شفا، ج ۲، ص ۲۷۹

۳۔ عمدۃ القاری، ج ۱، ص ۱۹۵

۴۔ کرمانی علی البخاری، ج ۱، ص ۱۱۲

۵۔ شرحِ فقہ اکبر، ص ۵۹

۶۔ تفسیر قرطبی، ج ۱ ص، ۳۰۸

۷۔ امام ابوالمنتہی، شرحِ فقہِ اکبر، ص ۴۸

۸۔ تفسیرِ صاوی، ج ۴، ص ۸۰

۹۔ مخدوم جعفر بوبکانی، معاقد العقائد (قلمی، ص ۶۴)

۱۰۔ نبراس۔ شرح شرح عقائد۔ ص ۴۵۴

۱۱۔ تفسیر جمل۔ ج ۴۔ ص ۵۵۲۔

۱۲۔ عبدالغنی نابلسی۔ الفتح الربانی والفیض الرحمانی ص ۵۷

۳......تیسری وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ بعض احادیثِ شریفہ سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے بھی ''ذنب''

Marfat.com

کو سرکار سے نسبت دی ہے اور محدثین کرام نے بھی اس کی تائید فرمائی ہے، مثلاً ان احادیثِ شریفہ میں :۔

۱۔ بخاری شریف، ج اول کراچی ص ۷

۲۔ مسلم شریف، ج ۱، کراچی ص ۳۵۳، ۳۵۴

۳۔ مشکوٰۃ شریف، دھلی، ص ۱۰۸۔ ۱۰۹۔

۴۔ مشکوٰۃ شریف۔ کتاب الصلوٰۃ، باب التحریض علیٰ قیام اللیل

۵۔ مشکوٰۃ شریف، کتاب الفتن، باب سید المرسلین

مگر محدثین کرام کی کمال تکریم و تعظیم کے ساتھ ساتھ فقیر بھی اپنی چند طالب علمانہ معروضات پیش کرنا چاہتا ہے :۔

(۱)...... صحابہ کرام نے اپنی معروضات پیش کرتے ہوئے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم آپ کی مثل نہیں ہیں، کیونکہ آپ کے حق میں یہ آیت نازل ہو چکی ہے کہ آپ کے اگلے اور پچھلے ذنوب کی مغفرت کر دی گئی ہے۔ یہ معروضات سماعت فرما کر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے خیال کی توثیق و تصدیق نہیں فرمائی، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شدید خفگی کا اظہار فرمایا حتیٰ کہ چہرے پر ناراضگی کے آثار ظاہر ہوئے اور فرمایا:

''تم میں سب سے زیادہ متقی اور سب سے زیادہ اللہ کا علم رکھنے والا میں ہوں''

(امام محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، ج ۱، ص ۷، کراچی، ۱۳۸۱ھ)

اس حدیث پاک میں قابل توجہ بات یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خیال کی تائید نہیں فرمائی بلکہ ناراضگی کا اظہار فرمایا حالانکہ قطعاً یہ ناراضگی کا محل نہیں تھا...... اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال کو پسند نہیں فرمایا بلکہ جو کچھ فرمایا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جب سب سے زیادہ اللہ کا علم رکھنے والے، اللہ کا حکم ماننے والے آپ ہیں تو آپ سے کوئی خطا یا قصور سرزرد ہو ہی نہیں سکتا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاجِ اقدس میں کمالِ عاجزی وانکساری تھی، وہ برملا اس کا اظہار فرما سکتے تھے لیکن آپ نے صحابہ کرام کی دلداری کا لحاظ رکھتے ہوئے جو کچھ فرمایا اشارے کنائے میں فرمایا...... سمجھنے والوں کے لیے اس میں بہت سے راز مضمر ہیں......

(۲)...... مسلم شریف کی ایک حدیث میں یہی بات حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی جو بخاری شریف کی روایت مین صحابہ کرام نے فرمائی تھی...... ''یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذُنُوب کی مغفرت کر دی ہے''۔ اس کے جواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

''خدا کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں''۔ (صحیح مسلم، ج ۱، ص ۳۵۳، کراچی، ۱۳۷۵ھ)

اس حدیثِ پاک میں بھی صحابہ کرام کے معروضات کے جواب میں جاہ وجلال سے یہ فرمانا

''میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں''

اس بات کی طرف اشارہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے

Marfat.com

ڈرتا ہے وہ کیسے خطا وقصور کے قریب جاسکتا ہے......

۳......صحیح مسلم کی ایک اور حدیث میں ایک اور صحابی نے یہی بات عرض کی یعنی ''بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنوب معاف فرمادئے ہیں'' اس کے جواب میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت جلال سے فرمایا:

''خدا کی قسم! مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور جن چیزوں سے بچنا چاہئے اُن کا زیادہ جاننے والا ہوں''۔

(ایضاً صحیح مسلم، ج ۱، ص ۳۵۴)

یہاں ایک اور بات ارشاد فرمائی جو قابلِ توجہ ہے: ''یعنی جن چیزوں سے بچنا چاہئے ان کا سب سے زیادہ جاننے والا ہوں''......خطا اور قصور انجانے پن میں ہوتے ہیں جس مقدس ہستی کے علم کا یہ عالم ہو کہ اقوال و اعمال حتیٰ کہ اشیاء کے حقائق کا علم ہو وہ کیسے خطا کے قریب جاسکتی ہے۔ کیونکہ خطا عدمِ علم کی وجہ سے ہوتی ہے...... جہاں علم ہی علم ہو...... جہاں روشنی ہی روشنی ہو...... جہاں کوئی بات ڈھکی چھپی نہ ہو وہاں گناہ تو بہت بڑی چیز ہے معمولی خطا وقصور کا گزر بھی نہیں ہوسکتا......اس لیے فقیر کے نزدیک ''ذنب'' کو سرکار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت دینا احادیث شریفہ کی روح کے خلاف معلوم ہوتا ہے......''ذنب'' کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت دینے میں ایک پہلو یہ بھی ہے کہ سورہ فتح کی پہلی آیت کا دوسری

Marfat.com

آیت سے ربط و تعلق قائم نہیں رہتا جو لازمی ہے۔ اس صورت میں فتح و نصرت، مغفرت ذنب کا سبب بنتی ہیں حالانکہ ان دونوں میں کوئی تعلق نہیں...... وہ کریم بغیر کسی سبب کے بھی معاف فرمادیتا ہے......

بعض مترجمین و مفسرینِ قرآن نے ''ذنب'' کو اُمتِ مسلمہ سے نسبت دی ہے کیونکہ عربی میں مضاف یا مضاف الیہ کا محذوف ہونا کوئی نئی بات نہیں اور اس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب بھی قائم رہتا ہے...... چنانچہ ماہرِ لُغت عربی ڈاکٹر پیر محمد حسن مرحوم فقیر کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''قاضی عیاض نے اس آیت اور دیگر آیات کی تشریح شِفا شریف میں کی ہے۔ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ہی دُرست ہے۔ عربی زبان میں مضاف و مضاف الیہ کو حذف کرنا عام آتا ہے اور کہیں تو دو حرف حذف کیے جاتے ہیں مثلاً

فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ (۹٦/ طٰہٰ/ ۲۰)

میں ''حافر فرس'' کے الفاظ محذوف ہیں......

مندرجہ ذیل حضرات نے ''ذنب'' کی نسبت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے آپ کی امت یا امتوں کی طرف کی ہے۔ جبکہ بعض نے اِس

Marfat.com

کی تضعیف کی طرف بھی اشارہ کیا ہے......

۱۔عطا خراسانی بحوالہ الشفاء وشرح الشفاء، ج ۲، ص ۲۸۳

۲۔اسماعیل حقی، روح البیان، ج ۲۴، ص ۷۷

۳۔ابوالبرکات نسفی، مدارک التنزیل (مع الخازن وغیرہ)، ج ۵، ص ۳۵۱

۴۔محی الدین ابنِ عربی، فتوحاتِ مکیہ، ج ۲، ص ۱۳۸

۵۔فخر الدین رازی، تفسیر کبیر، ج ۲۸، ص ۶۱، ۷۹)

۶۔علامہ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن

۷۔شیخ احمد صاوی، تفسیر صاوی، ج ۴، ص ۸۰، ۹۰، ۹۶

۸۔محمد مہدی فاسی، مطالع المسرات، ص ۸۵

۹۔جلال الدین سیوطی، الاتقان، ج ۲، ص ۳۳۔۳۴

۱۰۔تفسیر المراغی، جز ۲۶، مصر، ص ۲۸۵

۱۱۔تفسیرِ خازن، لاہور، ص ۱۳۹

۱۲۔تفسیرِ جلالین، کراچی ص ۱۵۷

۱۳۔عینی، ج ۱، ص ۱۹۵

لیکن ''ذنب'' کو امت سے نسبت دینے میں بھی پہلی والی بات موجود ہے...... یعنی دوسری آیت کا پہلی آیت سے ربط قائم نہیں رہتا۔ اس لیے ادبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیاق وسباق کا تقاضا یہی معلوم ہوتا ہے کہ ''ذنب'' کے معنی ''الزام'' لے کر مقامِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بیان کیا

Marfat.com

جائے۔اور شان مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی سیرتِ پاک کے اس پہلو کو روشن کیا جائے کہ آپ نے دشمنوں کے ظلم وستم اور اپنے اور بیگانوں کے طنز وطعن اور الزامات اور اعتراضات کو کتنے صبر وتحمل سے برداشت فرمایا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی دلداری فرماتے ہوئے، آپ کی حمایت وتائید میں آپ کو پے در پے فتوحات عطا فرما کر ان الزامات اور اعتراضات کو ایسا مٹا ڈالا اور دھو ڈالا کہ نام ونشان تک باقی نہ رہا......

التماس

استدراک کی تیاری میں مرحومین ومعاصرین علماء کرام کے کتب ورسائل سے بالواسطہ اور بلاواسطہ استفادہ کیا گیا ہے، کوئی حوالہ غلط درج ہو گیا ہو تو از راہ کرم قارئین کرام مطلع فرما کر ممنون فرمائیں، تاکہ آئندہ اڈیشن میں ضروری تصحیح کرلی جائے۔

۲۸/ ذی القعدہ ۱۴۲۶ء

۳۰/ دسمبر ۲۰۰۵ء

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان

Marfat.com

ادارۂ مسعودیہ کی کتب ملنے کے پتے

۱۔ ادارۂ مسعودیہ، ۲/۶، ۵۔ای ناظم آباد، کراچی۔فون 92-21-6614747

۲۔ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز۔ضیاء منزل (شوگن مینشن) آف محمد بن قاسم روڈ، کراچی فون نمبر 2633819-2213973

۳۔ محمد عارف وعبدالراشد مسعودی۔اسٹاکسٹ ادارۂ مسعودیہ کراچی شاپ نمبر B-2 سرجیح منزل امام بارگاہ اسٹریٹ نزد کچھی میمن مسجد بالمقابل گلف ہوٹل صدر کراچی، پاکستان۔فون نمبر: 021-5217281

موبائل: 0320-5032405

۴۔ مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی نمبر ۵، فون: 4910584-4926110

۵۔ ضیاء القرآن۔14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2630411-2210212

۶۔ فرید بک اسٹال، ۳۸۔اردو بازار، لاہور، فون نمبر۔ 042-7224899

۷۔ مکتبہ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم۔

کڈہالہ (مجاہدہ آباد)، آزاد کشمیر براستہ گجرات، اسلامی جمہوریہ پاکستان۔

۸۔ گلوبل اسلامک مشن 355 والنٹ اسٹریٹ سویٹ ۲ یونکرس، نیویارک 10701،

P.O.Box:1515 ٹیلیفون: 1705-709(914) فیکس: 1593-709(914)

۹۔ جناب منیر حسین مسعودی، 46 ہولی لین، سمیتھوک، ویسٹ مڈلینڈز B67 7JD،

انگلینڈ، .U.K۔

Marfat.com

ادارہ مسعودیہ، کراچی
IDARA-E-MAS UDIA, KARACHI

IDARA-E-MAS'UDIA, KARACHI

SINCE 1992

كونوا مع الصادقين

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

Islamic Republic of Pakistan

Marfat.com

ادارہ مسعودیہ، کراچی
IDARA-E-MAS UDIA, KARACHI

IDARA-E-MAS'UDIA, KARACHI

SINCE 1992

Islamic Republic of Pakistan

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انا فتحنا لک فتحا مبینا ۱

بے شک ہم نے فتح دے دی تمہیں روشن فتح (فتح-۱)

فتحِ مبین

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم اے، پی ایچ ڈی

بین الاقوامی سلسلۂ اشاعت نمبر

۲۳

ادارۂ مسعودیہ

۶/۲، ۵-ای، ناظم آباد کراچی (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء

Designed & Processed by AL-HADI Graphics Cell: 0300-2728316

Marfat.com